احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اگست 2015ء

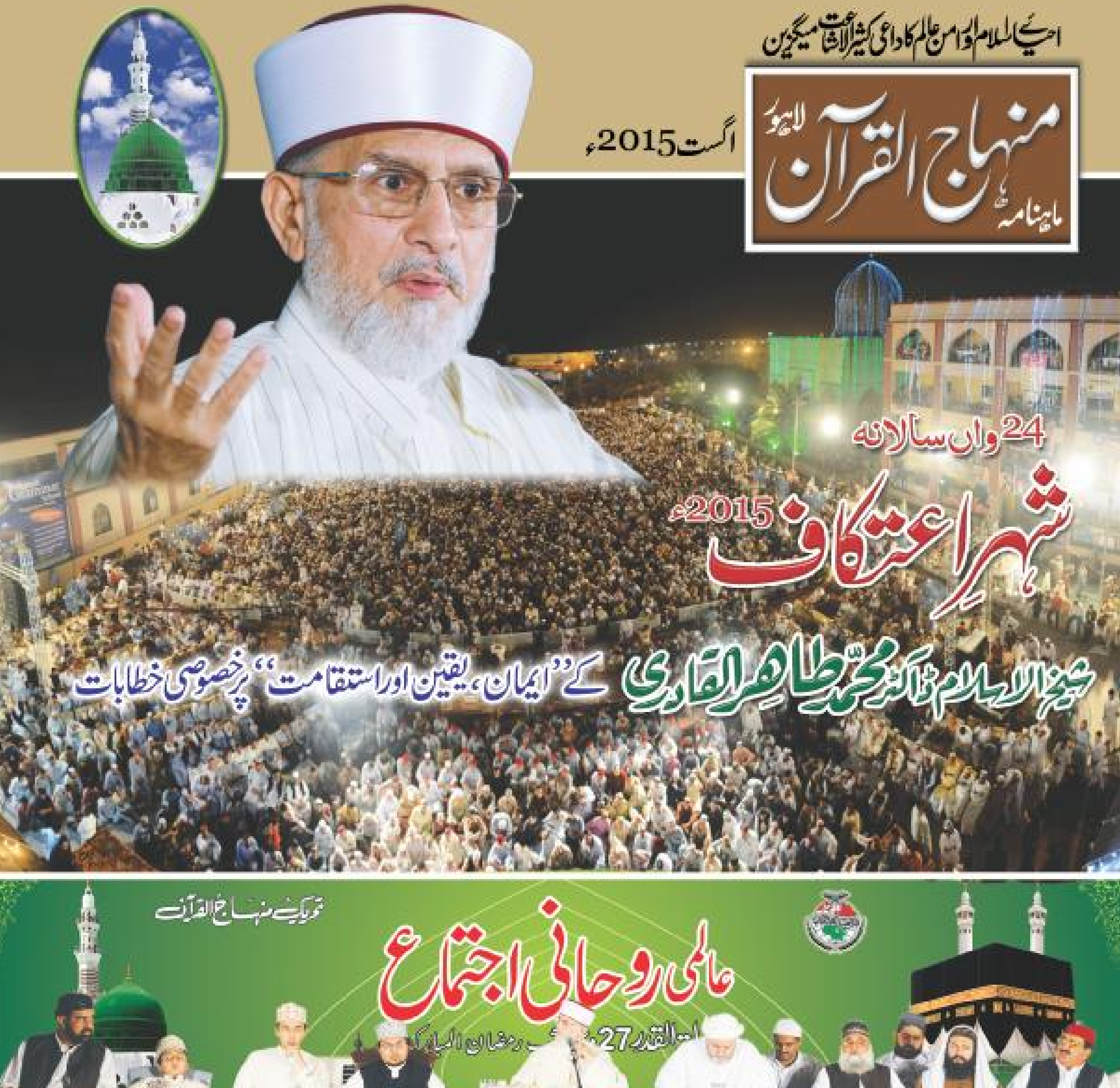

24 واں سالانہ

شہرِ اعتکاف 2015ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ”ایمان، یقین اور استقامت“ پر خصوصی خطابات

شیخ الاسلام کے مرتب کردہ
فروغِ امن اور انسداد دہشت گردی کے امن نصاب کی
لندن میں تقریب رونمائی

24 واں سالانہ شہرِ اعتکاف 2015ء

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 29 شمارہ 8 / شوال / ذوالقعدۃ ۱۴۳۶ھ / اگست 2015ء

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز
زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

www.facebook.com/minhajulquran
www.minhaj.info mqmujallah@gmail.com

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد شعیب بزمی

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈاپور
ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک، سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری
غلام مرتضیٰ علوی، قاضی فیض الاسلام، فرح ناز

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

حسن ترتیب

اداریہ۔ کیا ہم آزاد قوم ہیں۔۔۔؟		4
(القرآن) قبولیتِ اعمال کی بنیادی شرائط۔ صدق و اخلاص	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	6
(الفقہ) تنسیخِ نکاح۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	13
24واں سالانہ شہر اعتکاف 2015ء	رپورٹ	17
تحریک آزادی اور انقلاب مارچ	عین الحق بغدادی	44
پھول کچھ میں نے چنے ہیں	منیر احمد ملک	50
شیخ الاسلام کے مرتب کردہ امن نصاب کی لندن میں تقریب رونمائی		54

قیمت فی شمارہ: 25 روپے
سالانہ زرتعاون: 250 روپے

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیلِ زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

فون: UAN: 111-140-140 فیکس: 35168184

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

اے خدا!

مجھ سے مفلس کو زرِ نعتِ نبیؐ تو نے دیا
شامِ غربت میں دیارِ روشنی تو نے دیا
نقش فریادی نہیں، لکھتا ہے توصیفِ رسولؐ
آدمی کو پیرہنِ ہر کاغذی تو نے دیا
عافیت کے سائباں کی قافلوں کو ہے تلاش
ہادیٔ عالم کو امنِ دائمی تو نے دیا
منفرد لہجہ دیا مدحت نگاری کا مجھے
مجھ سے بے مایہ کو اسلوبِ جلی تو نے دیا
مجھ کو لکھنے کا ہنر مولا! عطا کرنے کے بعد
اذنِ تحسینِ پیمبرؐ آج بھی تو نے دیا
پھول رکھتا ہے صبا کے ہاتھ پر میرا قلم
خوشبوؤں کو منصبِ نامہ بری تو نے دیا
یاخدا! قرآن کی آیاتِ پر انوار میں
اپنے بندوں کو کلامِ آخری تو نے دیا
چشمِ تر امت کی شامل ہے مرے اشعار میں
مصرعِ تر کو غمِ نوحہ گری تو نے دیا
ایک اک لمحے پہ واجب شکر ہے تیرا خدا
ایک خود سر کو مقامِ عاجزی تو نے دیا
کس قدر تو مہرباں ہے اے خدائے آسماں
اپنے بندوں کو شعورِ بندگی تو نے دیا
تو نے رکھے ہیں جبلت میں ثنا گوئی کے رنگ
طائرِ دل کو جمالِ شاعری تو نے دیا
قریۂ عشقِ نبیؐ میں سانس لیتا ہے ریاضؔ
جاں نثاروں کو حصارِ آہنی تو نے دیا

﴿ریاضؔ حسین چودھری﴾

نعت بحضور سرورِ کونین ﷺ

نہیں لگتا مرا اب دل کہیں بھی یارسول اللہؐ
عطا ہو اپنے در پر زندگانی یارسول اللہؐ

چمن میں ہر کلی پر جس کے موسم کا پہرا ہے
اندھیرے چھائے ہیں ہرسو اغثنی یارسول اللہؐ

بڑے طوفان میں ہم کو اتارا ناخداؤں نے
بھنور میں پھنس گئی ملت کی کشتی یارسول اللہؐ

نظر آتی نہیں صورت سنبھلنے کی کوئی آقاؐ
ہوئی ہے جاں بلب اب ساری بستی یارسول اللہؐ

ہوائے نفس کی خاطر یہ ایماں بیچ دیتے ہیں
یہ قرآں بیچ دیتے ہیں دہائی یارسول اللہؐ

جو ممکن ہو تو یہ شمس و قمر بھی بیچ کھائیں گے
متاعِ آخرت تو لوٹ کھائی یارسول اللہؐ

تمازت، نفسانفسی، بے حسی، اک حشر برپا ہے
غلاموں کے سروں پر کالی کملی یارسول اللہؐ

جھلس جاتے ہیں غنچے بادِ صرصر کے تھپیڑوں سے
مؤدت، رحمت و الفت کی خنکی یارسول اللہؐ

دعا ہے آپؐ کے در پر پہنچ جاؤں کسی صورت
مشقت ہے دل مضطر پہ اتری یارسول اللہؐ

﴿شیخ عبدالعزیز دباغ﴾

کیا ہم آزاد قوم ہیں۔۔۔؟

وطن عزیز کو معرض وجود میں آئے 68 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ''یوم آزادی'' ایک طرف تاریخ کے لہو رنگ اوراق کی یاد تازہ کرتی ہے، تو دوسری طرف وہ آزادی کے حسین خواب پر قربان ہوئی قیمتی جانوں اور لٹی عصمتوں سے تجدید عہد وفا کا ایک اور موقع بھی فراہم کرتی ہے تاکہ ہم اپنے ماضی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حال کا محاسبہ کریں اور مستقبل کے لئے ان راہوں کا انتخاب کریں جو ہماری قوم کو زندہ ضمیر کے ساتھ حقیقی معنوں میں آزاد قوموں کی فہرست میں لا کھڑا کریں۔ ہم آج تک اجتماعی احتساب سے نگاہیں چراتے ہوئے ہر سال چودہ اگست کے دن کو بھر پور جوش وخروش سے مناتے چلے آ رہے ہیں۔ حالانکہ اس جشن کو مناتے ہوئے گزشتہ ماہ و سال کے آئینے میں ہمیں اپنی ناکامیوں اور کامیابیوں کا موازنہ کرنا چاہئے تھا، جو کہ زندہ اقوام کا وطیرہ ہوتا ہے۔ جرمنی اور جاپان پر نظر دوڑائیں جو دوسری جنگ عظیم 1945ء کی بھیانک تباہی کے بعد دوبارہ نئے سرے سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش میں مصروف ہوگئے تھے اور ہم نے بھی ان کے دو سال بعد 1947ء میں ایک نوزائیدہ آزاد مملکت کے طور پر اپنا سفر شروع کیا تھا۔ مگر افسوس ہمارا یہ 68 برس کا عرصہ ہمیں آگے کے بجائے پیچھے کی جانب لے گیا، جبکہ ان اقوام کے حوصلے اور قوت ارادی نے انہیں ایک بار پھر سے دنیا کی عظیم ترقی یافتہ قوموں میں سرفہرست لا کھڑا کیا۔ جہالت اور ضمیر فروشی نے ہمیں اوجِ ثریا سے ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں دے مارا اور آج ہمیں آزادی کا دن تو یاد رہا مگر حقیقی آزادی کیا ہے؟ ہم بھول گئے۔

آج ہم بحیثیت قوم ایک ایسے دوراہے پر کھڑے ہیں جہاں ہر طرف سے ہمیں بحرانوں نے گھیر رکھا ہے۔ ایک طرف ہم نظریاتی یکجہتی، فکری وحدت اور اتحاد و اتفاق سے محروم ہیں تو دوسری طرف دہشت گردی و انتہاء پسندی سے دوچار ہیں۔ لاقانونیت اور کرپشن کی بھرمار نے ہمارے اصل چہرہ کو ہی بگاڑ دیا ہے۔ طبقاتی تفریق، استحصالی نظام، ہنر کی ناقدری، تعلیمی ڈھانچے کا کھوکھلا پن، اختیارات کا ناجائز استعمال، اخلاقی اقدار کا فقدان اور ریاستی دہشت گردی جیسی خوفناک آندھیوں سے ہمارا حال بری طرح لرز رہا ہے۔ حقیقی جمہوری روایات کا نہ ہونا، ہچکولے کھاتی معیشت، اشیائے خورد و نوش کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، پینے کے صاف پانی سے محرومی، لوڈ شیڈنگ کا عذاب اور نظام صحت کے گھمبیر مسائل ناقابل برداشت اور ایک عام انسان کے بس سے باہر ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جہاں عدالتوں میں انصاف، درسگاہوں میں ڈگریاں، اسمبلیوں میں ضمیر، اسپتالوں میں جعلی دوائیاں اور مسجدوں میں ایمان تک بکتے ہیں وہاں نام نہاد حکمران بھی ریاستی دہشت گردی اور ظلم و بربریت کا ایک بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔

یہاں تو دوہرے معیار قائم ہیں، دھاندلی کی تحقیقات کے لئے جوڈیشل کمیشن بھی ہمارے انہی حکمرانوں نے بنایا اور سانحہ ماڈل ٹاؤن میں 14 شہریوں کو شہید کرنے والا کمیشن بھی انہوں نے بنایا، ایک کی رپورٹ چند گھنٹوں میں جاری ہوگئی اور عدلیہ سے کلین چٹ حاصل کر لی جبکہ دوسرے کی رپورٹ ایک سال مکمل گزرنے پر بھی جاری نہیں کی جا رہی۔ آخر ان دونوں رپورٹوں میں ایسا کیا ہے کہ ایک کی رپورٹ جاری ہوگئی اور دوسری کو چھپا لیا گیا۔ اس کا جواب حکمرانوں سمیت

ہر شخص جانتا ہے کہ اس ہولناک و بدترین ریاستی دہشت گردی کے پیچھے انہی حکمرانوں کی منصوبہ بندی اور احکامات موجود ہیں لہذا وہ خائف ہیں اور اپنے اثر و رسوخ اور طاقت کے بل بوتے پر اس رپورٹ کو آج تک دبائے بیٹھے ہیں۔

ہمارے حکمران عوام کو ان کے آئینی اختیارات دینے سے بھی گریزاں ہیں، اس وجہ سے بلدیاتی انتخابات کو کسی نہ کسی طرح موخر کروانے کی مذموم کاوشیں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ عوام کے حقوق غصب کر کے جمہوریت اور آئین کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ بلدیاتی انتخابات کے نتائج پر اثر انداز ہونے کیلئے حالیہ بجٹ میں دیہات میں ترقیاتی کاموں کیلئے خطیر رقم مختص کرتے ہوئے اس رقم کے استعمال کا صوابدیدی استعمال شروع ہو چکا ہے۔ ن لیگ کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کو ترقیاتی کاموں کے نام پر کروڑوں روپے کی گرانٹس دی جا رہی ہیں جو پری پول رگنگ اور بے ایمانی ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے 7 سال سے فارم ٹو مارکیٹ ہزاروں کلو میٹر سڑکوں کے مرمتی فنڈز جاری نہیں ہونے دیئے جس کی وجہ سے یہ سڑکیں کھنڈر بن گئیں۔ جیسے ہی سپریم کورٹ نے بلدیاتی انتخابات کروانے کا حکم دیا، وزیراعلیٰ پنجاب کو ''پکیاں سڑکاں، سوکھے پینڈے'' کا نعرہ یاد آ گیا۔

ہر سال حکومت کی نا اہلی کی وجہ سے سیلاب آتے ہیں۔ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے اب تک 50 ہزار سے زائد شہری سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے جاں بحق ہو چکے ہیں، حکمرانوں نے سارا پیسہ میٹرو بسوں پر لگایا مگر وہ بھی بارشوں میں ڈوبی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے درست کہا کہ ہر طرف کرپشن کا سیلاب ہے، جس کی سزا 19 کروڑ عوام بھگت رہے ہیں۔

حکومتی کرپشن کا سیلاب ہر طرف تباہی پھیلا رہا ہے۔ یہ حکمران بھی سیلاب ہی کی طرح کا ایک عذاب ہیں جب تک یہ عذاب مسلط رہے گا غریب کاشتکاروں کو سیلاب کی تباہی سے نجات نہیں ملے گی۔ سب سے بڑی کرپشن بند تعمیر کرنے اور سیلاب کی روک تھام کے نام پر ہو رہی ہے۔ مٹی کے ڈھیر اکٹھے کر کے انہیں بند کا نام دے دیا جاتا ہے جو سیلاب کے پہلے ریلے کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ کسی غیر ملکی فرم سے ان بندوں کا تکنیکی معائنہ کروا لیا جائے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ ہر سال حکومتی سرپرستی رکھنے والے بااثر خاندان اپنے اثاثے بچانے کیلئے غریب کاشتکاروں کو ڈبو دیتے ہیں۔ ہر سال جنوبی پنجاب سیلاب میں ڈوبتا ہے اور جنوبی پنجاب کے غریب کسان اربوں، کھربوں روپے کی فصلوں اور مویشیوں کا نقصان برداشت کرتے ہیں اور ہر سال نام نہاد خادم اعلیٰ پنجاب ہیلی کاپٹر پر جاتے ہیں، تصویریں بنواتے ہیں، جھوٹے وعدے کر کے واپس اپنی جنت تخت لاہور آ جاتے ہیں۔

محترم قارئین! کب تک ان حکمرانوں کی نااہلیاں ہمیں بحرانوں سے دوچار رکھیں گی۔۔۔؟ کب تک ہم اپنے آپ کو بے بسی کے ساتھ اجڑتا دیکھتے رہیں گے؟ کب تک ہم ان حکمرانوں کی نااہلی کے سبب جنم لینے والے دہشت گردی و انتہاء پسندی کے عفریت سے لڑتے رہیں گے؟ کب تک ہم ذہنی، قلبی، معاشی اور معاشرتی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہیں گے؟ کب تک اس 68 سالہ محض جغرافیائی آزادی کے تصور کو لئے خود کو دھوکہ دیتے رہیں گے؟ ضمیر و خودی اب بھی اگر بیدار نہ ہوئے تو کب ہوں گے؟ بیدارئ شعور اگر اب بھی نصیب نہ ہوئی تو کب ہوگی؟ ہمارا سویا ہوا ضمیر اب بھی نہ جاگا تو پھر کب جاگے گا؟ آخر کب تک ہم اپنی ناکامیوں پر آزادی کے جشن کا پردہ ڈال کر ناچتے رہیں گے؟ آخر کب تک؟ ایک نہ ایک دن تو ہمیں بھی وقت کے کٹہرے اور ضمیر کی عدالت میں کھڑے ہو کر اس سوال کا جواب دینا ہی ہوگا کہ۔۔۔ کیا ہم ایک آزاد قوم ہیں؟

القرآن

قبولیتِ اعمال کی بنیادی شرائط
صدق و اخلاص

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

مرتبہ: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد خلیق عامر

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّـآ اَنْـزَلْـنَـآ اِلَيْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَo (الزمر، ۳۹: ۲)

”بے شک ہم نے آپ کی طرف (یہ) کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تو آپ اللہ کی عبادت اس کے لیے طاعت و بندگی کو خالص رکھتے ہوئے کیا کریں“۔

اس آیت مبارکہ میں آقا علیہ السلام کے ذریعے اور واسطے سے امت کو تلقین کی گئی ہے کہ اپنی عبادت کو اخلاص سے مزین کریں۔ یعنی جب عبادت کریں تو عبادت میں اخلاص اور *sincerity* ہو۔ عبادت کے پیچھے *effective force* اخلاص کی ہو اور اطاعت و بندگی خالصتاً اللہ کے لیے ہو۔

اخلاص کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ. (الزمر، ۳۹: ۳)

”(لوگوں سے کہہ دیں:) سُن لو! طاعت و بندگی خالصتاً اللہ ہی کے لیے ہے“۔

گویا اطاعت (*obedience*) اور بندگی کی قبولیت کی شرط یہ ہے کہ وہ اخلاص پر مبنی ہو۔ مذکورہ دونوں آیات مبارکہ میں اخلاص کا حکم دو بار الگ الگ طریق سے دیا گیا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ بات یوں بھی تو کہی جاسکتی تھی کہ ”اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کیا کریں“، یا ”مخلص ہو کر اللہ کی عبادت کریں“، مگر یوں بات نہیں فرمائی بلکہ حکم فرمایا: اللہ کی عبادت اس حال اور کیفیت کے ساتھ کریں کہ اللہ کی اطاعت و بندگی اللہ کے لیے خالص رہے۔

اس اسلوب کو اختیار کرنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ محض وقتی طور پر کسی عبادت کی ادائیگی کے دوران اختیار کیا جانے والا اخلاص مطلوب و مقصود نہیں بلکہ ہمہ وقتی اخلاص ہی انسان کو مقبول بارگاہ الٰہی بناتا ہے مثلاً جب نماز کا وقت ہوا تو اُس وقت اخلاص اپنے دل میں پیدا کر کے اخلاص کے ساتھ نماز پڑھ لی، عبادت کر لی مگر بقیہ چوبیس گھنٹے کی زندگی میں اللہ کی بندگی خالصتاً نہ رہی، زندگی کا شعار خالصتاً اللہ کے لیے نہ رہا۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو باقی پورا دن اخلاص سے خالی گزرا۔ اگر ساری زندگی تابعِ بندگی نہ کی تو پھر فرض تو ادا ہو جاتا ہے، مگر اُس کی روحانی برکات اور انوار و ثمرات انسان کو نصیب نہیں ہوتے۔ نتیجتاً انسان اللہ کے قرب سے محروم رہتا ہے۔ اخلاص کی اسی اہمیت ہی کے پیشِ نظر اللہ رب العزت نے اخلاص اختیار کرنے

☆ خطاب نمبر: Fc-76، تاریخ: 11 جولائی 2009ء، بمقام: ناروے

کے ایک حکم کے معاً بعد دوسری مرتبہ بھی مخلص ہوجانے کا حکم صادر فرمایا۔

اطاعت وعبادت میں فرق

جب ہم سے اللہ کی رضا اور اس کے حکم کی پیروی میں کوئی خاص فعل صادر ہوتا ہے تو اس عمل کا نام عبادت ہے۔ مثلاً روزہ، حج، رزق حلال کمانا، سچ بولنا، نیکی و احسان کرنا، الغرض اللہ کے لئے اور اللہ کے حکم کے تابع ہوکر کیا جانے والا عمل عبادت کہلاتا ہے۔ اِن عبادات (مخصوص اعمال و افعال) کے علاوہ بقیہ وقت کو اللہ کی نذر کر دینا اطاعت کہلاتا ہے۔ اگر نیت ہر وقت یہ ہو کہ میں اللہ کے تابع ہوں اور میرا حاکم، میرا قادر اور میرے اوپر متصرف اللہ ہے، میں نے ہر کام اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق کرنا ہے اور ہر عمل میں اس کی ناراضگی سے بچنا اور اس کی خوشنودی کا طالب رہنا ہے، تو یہ اطاعتِ الٰہی کہلاتا ہے۔

اگر ذہن میں یہ تصور قائم رکھا اور زندگی پر اس تصور کی حکمرانی قائم ہوگئی تو آہستہ آہستہ یہ تصور لاشعور میں سرایت کرجاتا ہے یعنی پھر انسان سے غیر ارادی طور پر بھی وہ کام سرانجام پاتا رہتا ہے، حتی کہ یہ کام اس کی عادت بن جاتی ہے۔ آغاز میں ارادے اور توجہ کے ساتھ اچھے کام کئے جاتے ہیں، پھر کرتے کرتے یہ عادت اتنی develop ہو جاتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق غیر ارادی طور پر بھی وہ کام ہونے لگتا ہے۔ مثلاً جب یہ تصور انسان کے ذہن، لاشعور اور ارادہ میں اس حد تک سرایت کر جائے تو بے دھیانی میں بھی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دایاں پاؤں ہی پہلے اندر داخل کرے گا اور مسجد سے باہر نکلتے ہوئے بایاں پاؤں ہی باہر آئے گا۔ بے شعور ہونے کے باوجود پاؤں کو بھی اتنا شعور ہوجاتا ہے اور وہ اس بات کا عادی ہو جاتا ہے۔

گویا ایسی صورت بن جاتی ہے کہ دھیان کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اور دھیان خود بخود اللہ کا ہو جاتا ہے۔ جب زندگی خاص اعمال و افعال (عبادات) کے اوقات کے علاوہ بھی اللہ کی رضا کے تابع ہو جائے تو اُس کو اطاعت کہتے ہیں۔ عبادت اور اطاعت کا فرق ایک جملہ میں یوں سمویا جاسکتا ہے کہ

’’عبادت وقتی ہوتی ہے جبکہ اطاعت ہمہ وقتی ہوتی ہے‘‘۔

عبادت وقتی ہوتی ہے جبکہ اطاعت سے کوئی لمحہ خالی نہیں ہوتا۔ اہل اللہ کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اپنی اطاعت کاملاً اللہ کے ساتھ خالص کر لیتے ہیں لہذا ان کی زندگی کی ساری گھڑیاں عبادت بن جاتی ہیں۔ اب ان کی عبادت مخصوص افعال اور اعمال تک محدود نہیں رہتی بلکہ ان کی زندگی کا ہر عمل اور ہر لمحہ عبادت بن جاتا ہے۔ حتی کہ ان کا کھانا پینا بھی عبادت بن جاتا ہے۔

اطاعت کو اس دوسری مثال سے بھی سمجھیں کہ جب بھی ہم کھائیں تو دائماً ایک نیت رکھا کریں کہ اس لیے کھاؤں تاکہ میرا جسم اللہ کی بندگی کے قابل رہے، اس میں اتنی طاقت رہے کہ اللہ کے دین کی خدمت کر سکوں۔ اس نیت کے ساتھ کھانا بھی عبادت بن جاتا ہے۔ افسوس! ہماری زندگی تو اس کے الٹ ہوگئی ہے۔ ہماری عبادت کا مقصد صرف رزق میں اضافہ کی دعا تک محدود ہوکر رہ گیا ہے۔ عبادت کے بعد ہم میں سے اکثریت دعا کرتی ہے کہ مولیٰ میرا رزق بڑھا دے، ہمارا دھیان ہی رزق پر ہے۔ بے شک یہ دعا جائز ہے، سنت ہے، کرنی چاہئے۔ آقا علیہ السلام نے چونکہ ہر سطح کے لوگوں کو تعلیم دی ہے اور کسی ایک سطح کے طبقے کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ لہذا جنہیں رزق کی ضرورت یا رزق کا دھیان رہتا ہے تو آقا ﷺ کی دعا میں یہ بھی ہے کہ مولیٰ میرے رزق کو وسیع کر دے۔

ایسے عبادت گزار بھی ہیں جو یقین کے طلبگار

ہیں، ان کو یہ دعا تلقین کی کہ ’’باری تعالیٰ میرے یقین میں اضافہ فرما دے‘‘۔ الغرض ہر سطح اور ہر طبقہ کے لوگ اپنے حسب حال دعا کرتے ہیں۔ جس جس سطح کا کوئی آدمی ہے، اُس کی روحانی سطح کا سامان آقا علیہ السلام نے عطا فرما دیا ہے۔ مگر ہم نے رزق میں اضافہ کی دعا کو اطاعت ہی بنا لیا ہے۔ اگر اتنی نیت کر لی کہ رزق اللہ کی اطاعت اور بندگی کے لیے کھائیں اور اُس طریق سے کھائیں جو آقا علیہ السلام کی سنت ہے تو یہ کھانا بھی عبادت ہے۔ مغربی کلچر میں یہ عادت ہے کہ وہ لوگ بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ ان کے ہاں دائیں بائیں کا کوئی تصور نہیں لیکن اسلام میں یہ تصور موجود ہے۔ لہذا بچوں کی تربیت میں اس بات کا التزام کریں کہ انہیں آقا علیہ السلام کی سنت کی اتباع میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی تلقین کریں۔ سنت سمجھتے ہوئے دائیں ہاتھ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر شروع کریں گے تو یہ عمل عبادت بن گیا۔ کیوں؟

اس لئے کہ ارشاد فرمایا:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ. (الانعام، ٦: ١١٨)

سوتم اس (ذبیحہ) سے کھایا کرو جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا امر بن گیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے امر کی تعمیل عبادت ہے۔

اس مثال کا اطلاق ہر کام پر کر لیں۔ چاہیں تو آج کے نام نہاد آئیڈیل سامنے رکھ لیں یا آقا علیہ السلام کی تعلیم اور حضور علیہ السلام کے کردار کو آئیڈیل بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ. (الاعراف، ٧: ٣٢)

’’فرما دیجیے: اللہ کی اس زینت (و آرائش) کو کس نے حرام کیا ہے‘‘۔

اس فرمان کی روشنی میں اچھی چیزوں کے انتخاب و استعمال کی اجازت ہوگئی مثلاً اچھے لباس پہنیں۔ مگر کرنا یہ ہے کہ ایسے لباس لیں جو زینت تو ہو لیکن جسم ننگا نہ ہو۔ بیٹیاں ایسا لباس خریدیں جس میں جسم عیاں نہ ہو، بازو ننگے نہ ہوں، لباس تنگ نہ ہو، ساتر ہو، تاکہ لباس جسم کو ڈھانپ لے۔ لباس ستر کا نام ہے۔ جو لباس جسم کے خدوخال کو نہ ڈھانپے وہ لباس نہیں ہے۔ لباس لَبِسَ يَلْبَسُ سے ہے، جس کا معنیٰ ہی یہ ہے کہ اس طرح چھپانے والی چیز جس سے مغالطہ لگ جائے۔ اسی سے التباس بھی ہے یعنی **confusion** ہو جانا۔ مراد یہ کہ لباس وہ ہے کہ پہنا ہوا ہو تو پتہ نہ چلے کہ جسم کے عضو کہاں ہے؟ دیکھنے والے کو مغالطہ لگ جائے، اس کو لباس کہتے ہیں۔ پس اگر آقا علیہ السلام کے حکم کی اتباع کی نیت کر لی جائے تو جو چاہیں پہنیں، جتنا خوبصورت لباس چاہیں پہنیں، ایسا لباس پہننا بھی عبادت بن جائے گا۔ اس نیت کے ساتھ لباس کو سینا بھی عبادت ہو گیا۔ حتی کہ میلا لباس دھونا بھی عبادت بن جائے گا کیونکہ نیت دل میں یہ رکھی کہ اجلا، ستھرا صاف لباس پہننا میرے آقا علیہ السلام کی سنت ہے۔ دھونا تو ویسے بھی تھا لیکن نیت یہ کر لی جائے تو عبادت بن جائے گا کہ میلا لباس آقا علیہ السلام نے پسند نہیں کیا اور نہ اللہ پسند کرتا ہے۔ اس لئے کہ

اَللهُ جَمِيْلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَال.

’’اللہ خود خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے‘‘۔

الغرض ہمارا ہر عمل عبادت بن جائے گا جب نیت یہ ہو کہ میرا یہ کام اللہ کے رضا کے لیے ہے۔

اسی طرح رزق حلال کمانا بھی عبادت بن جائے گا، آقا ﷺ نے فرمایا: بعض گناہ حج، روزہ اور زکوٰۃ سے بھی معاف نہیں ہوتے مگر رزق حلال کمانے میں جو تکلیفیں ہوتی ہیں ان تکلیفوں سے وہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر نیت رزق حلال کی کر لیں تو وہ تکلیفیں بھی باعث رحمت ہیں۔ اللہ کی بندگی میں اخلاص سے ہی زندگی کاملاً اطاعت کا پیکر بنتی ہے۔ اگر

اللہ کی بندگی میں یہ اخلاص ہماری زندگی میں چھا جائے تو پوری زندگی اطاعت و عبادت بن جاتی ہے اور انسان کا ہر ہر عمل اجر و نور پیدا کرتا ہے۔

مسلسل ایک عرصے تک یہ عمل جاری رکھنے سے یہ انسان کی فطرتِ ثانیہ یا عادت بن جاتی ہے اور اہتمام کے ساتھ کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ عادت اتنی راسخ ہو جاتی ہے کہ خود بخود ہوتی چلی جاتی ہے، اس کو استحضارِ نیت کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کی بندگی کے لیے نیت کو حاضر کرنا۔ ایک عرصے تک استحضارِ نیت کرتے ہیں، پھر رفتہ رفتہ یہ عادت انسان کا حال بن جاتی ہے اور زندگی تابعِ عبادت ہو جاتی ہے۔

صدق و اخلاص کی اعلیٰ منزل کا حصول

صدق و اخلاص کی اعلیٰ و عظیم منزل کا حصول کیونکر ممکن ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بھی طریقہ سمجھا دیا۔ فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَo

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو''۔ (التوبۃ، ۹: ۱۱۹)

ایمان اور تقویٰ کے برعکس صدق و اخلاص پڑھنے پڑھانے اور محنت مشقت سے نہیں ملتا بلکہ صدق، صادقوں کی صحبت سے ملتا ہے اور اخلاص مخلصوں کی سنگت سے ملتا ہے۔ قرآن مجید نے اس مقام پر ایک راز سے پردہ اٹھایا ہے۔ اتَّقُوا اللّٰهَ کی طرح یہاں یہ نہیں فرمایا کہ صدق اختیار کرو بلکہ فرمایا: وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَo صدق والوں کی صحبت میں وقت گزارو گے تو صدق ملے گا۔ مخلصوں کی صحبت میں وقت گزارو گے تو اخلاص ملے گا۔ جتنا زنگ صاحبان صدق و اخلاص کی صحبت اور ان کی زیارت سے اترتا ہے، کسی عمل سے نہیں اترتا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ آج وہ صدق و اخلاص والے نہیں رہے۔

دلوں کے زنگ دور کرنے کا طریقہ

دلوں کے زنگ دور کرنے کے لئے دو چیزیں از حد ضروری ہیں:

۱۔ صحبت ۲۔ ریاضت

صحبت کی پہچان فقط اتنی ہے کہ جب تک صحبت میں رہیں اُس کا فرق نظر آئے۔ انسان اپنے قلب میں فرق محسوس کرے۔ کوئی توقع کرے کہ وہ ریاضت و مجاہدہ بھی نہ کرے اور خالی صحبت سے ساری زندگی سنور جائے تو ایسا ناممکن ہے۔ صحبت سے کسی کی ساری زندگی کبھی نہیں سنوری بلکہ اس کے لئے مجاہدہ، ریاضت اور تزکیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَكِّیْكُمْ وَیُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. (البقرۃ، ۲: ۱۵۱)

''جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفسًا و قلبًا) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے''۔

یہ ایک پورا process ہوتا ہے جو ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ زندگی بدلنے کے لیے صحبت ایک چابی ہے جو دل کا تالا کھولتی ہے، دل کا تالہ کھلنے کے بعد اب جو اس میں رکھنا ہے، وہ محنت و کمائی ہی کی بدولت ہے۔ صحبت کی پہچان فقط یہ ہے کہ دورانِ صحبت کیفیات بدلتی ہیں۔ اس صحبت میں بیٹھنا چاہئے کہ دورانِ صحبت دل گواہی دے کہ کیفیات بدل رہی ہیں۔ اگر دورانِ صحبت دل کی کیفیات نہ بدلیں تو اس صحبت میں نہ بیٹھا کرو خواہ وہ میری ذات ہی کیوں نہ ہو۔ جہاں دل کا حال نہ بدلے اس صحبت میں نہ بیٹھو اس لئے کہ یہ بے کار صحبت کی علامت ہے۔ آقا علیہ السلام نے خیر الجلساء کی

تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟

”کیا پھر تمہیں بتا نہ دوں کہ اچھے لوگ کون ہیں“؟

خِيَارُكُمُ الَّذِينَ إِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

(ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب من لا يؤبه له، ۲: ۱۳۷۹، رقم: ۴۱۱۹)

”تم لوگوں میں سب سے اچھا شخص وہ ہے کہ جسے جب لوگ دیکھیں تو انہیں اللہ یاد آ جائے“۔

گویا اللہ کا یاد آنا ان اہل اللہ کی رؤیت کے ساتھ خاص ہے۔ جب رؤیت نہ رہی، صحبت سے اٹھ کر چلے گئے تو ممکن ہے اللہ بھی یاد نہ رہے۔ بعض لوگوں کو مغالطہ لگتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ جب کسی سے نسبت ہو گئی، ان کی صحبت و سنگت نصیب ہوگئی لہٰذا اب ہر چیز کے ضامن وہ ہو گئے، ہمیں کسی محنت، ریاضت وعبادت کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ شیطانی سوچ ہے، گمراہی و جہالت ہے۔ آقا علیہ السلام نے یہ ضمانت نہیں دی ہے تو کوئی اور کیا دے گا۔۔۔؟

حضرت حنظلہؓ پریشان حال روتے ہوئے اور نَافَقَ حَنْظَلَةُ، نَافَقَ حَنْظَلَةُ (حنظلہ منافق ہوگیا) کہتے ہوئے آ رہے ہیں، سیدنا صدیق اکبرؓ راستے میں ملے اور ماجرا پوچھا؟ عرض کیا: صورت حال یہ ہے کہ جب میں آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں بیٹھتا ہوں اُس وقت تو حال بدل جاتا ہے، یوں لگتا ہے کہ جنت و دوزخ کو سامنے دیکھ رہا ہوں، اس لمحے دنیا بھول جاتی ہے لیکن جب آقا علیہ السلام کی صحبت سے اٹھ کر گھر آ جاتا ہوں تو پھر حال بدل جاتا ہے اور اسی دنیا میں کھو جاتا ہوں۔ اس حال سے میں نے سمجھا کہ میں منافق ہوگیا ہوں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا: پریشان نہ ہو، میرا بھی یہی حال ہے۔ آؤ مل کر چلتے ہیں اور آقا علیہ السلام کی بارگاہ سے رہنمائی لیتے ہیں۔

حضرت حنظلہؓ اور سیدنا صدیق اکبرؓ آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا۔ آقا علیہ السلام مسکرا پڑے اور فرمایا: تم منافق نہیں ہوئے بلکہ یہی ایمان ہے۔ یہ جو اتار چڑھاؤ آتے ہیں، یہ ایمان ہے۔ اس لئے کہ اس حال کی وجہ سے جو فکر تمہیں دامن گیر ہوئی کہ میں منافق ہو گیا، یہ ایمان ہی تو تمہیں بے تاب کر رہا ہے کہ تم تڑپ رہے ہو۔ اگر ایمان نہ ہوتا تو تمہیں اس حال کے بدل جانے پر کوئی احساس ہی نہ ہوتا، اب کیفیت بدل جانے پر جو فکر وغم ہے، یہی غم ایمان کی علامت ہے۔ نفاق اُن لوگوں میں ہوتا ہے جن کی حالت بھی بدل گئی اور انہیں اس حال کے بدل جانے کا کوئی غم بھی نہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر تمہاری حالت میری صحبت سے چلے جانے کے بعد بھی وہی رہے، میری صحبت میں رہو یا گھر میں ہو ایک جیسا حال رہے تو پھر فرشتے تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

(مسلم، الصحيح، كتاب التوبة، بَابُ فَضْلِ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ ۴: ۲۱۰۶، رقم: ۲۷۵۰)

صحبت کی پہچان دوران صحبت ہے، بعد میں پھر اس کو قائم رکھنے کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔ سارا کچھ رفاقت اور سنگت کے کھاتے میں ڈال کر بری الذمہ ہوجانے کا طرز درست نہیں۔ صرف سنگت میں آجانے سے بیڑے پار کرنے کا جو تصور لوگوں نے دے رکھا ہے یہ اصل میں ان لوگوں نے اپنی جیبیں بھرنے کے لیے دے رکھا ہے۔ چودہ سو سال میں اسلاف امت میں بڑے بڑے غوث، قطب، ائمہ، تابعین، اتباع التابعین

گزرے مگر کسی نے بغیر عمل کے بیڑے اس طرح پار نہیں کرائے۔ آج ہمارے دور میں بغیر عمل کے جو بیڑے پار کروانے کے دعوے کئے جاتے ہیں یہ اصل میں بیڑے ڈبوئے جا رہے ہیں۔

امام جعفر صادقؓ کی خدمت میں جب ان کے شاگرد حاضر ہوتے تو وہ انہیں بیعت کرتے وقت وعدہ لیتے کہ ''مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر تم بخشے گئے تو مجھے بھی بخشوا لو گے''۔ جن کے ہاتھ میں سب کچھ تھا وہ اس طرح کے عاجز لوگ تھے اور ہم لوگ جن کے ہاتھ میں ہے ہی کچھ نہیں، ہم لوگوں کے عقیدے اور اعمال بھی برباد کرتے ہیں۔

صحبت اور رؤیت نے یاد الٰہی کا جو پودا لگایا اب اس کو برقرار رکھنے کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔ پہلے دور میں صحبتیں بھی چالیس چالیس سال تک ہوا کرتی تھیں مگر پھر بھی ریاضت معطل نہیں ہوتی تھی، تاکہ صحبت سے جو حاصل کیا ہے، وہ محفوظ ہو جائے۔ صحبت سے **achievement** ہوتی ہے اور ریاضت اس کو **maintain** رکھنے کا سبب ہے۔ صحبت **reception** کا باعث بنتی ہے جبکہ اُس کو برقرار رکھنا ریاضت، مجاہدہ اور عمل ہے۔

خلوت میں بیٹھنے کی دو نیتیں

بری صحبت سے خلوت بہتر اور خلوت سے اچھی صحبت بہتر۔ بری صحبت سے خیر نہیں ملتی بلکہ وہاں سے چغلی، غیبت اور دیگر برائیاں ملیں گی۔ جب خلوت میں بیٹھیں تو کبھی یہ خیال نہ رکھیں کہ اس لیے الگ تھلگ رہتا ہوں اور مجلسوں سے بچتا ہوں تاکہ میں برائی سے بچوں۔ یہ گناہ ہے، اس تصور سے خلوت نقصان دہ ہو جائے گی۔ یہ تصور اور یہ نیت خلافِ اخلاص ہے اور روحانی طور پر ہلاکت انگیز ہے۔ جب خلوت میں بیٹھیں تو دو نیتیں رکھیں:

۱۔ اس لیے مجلس چھوڑی ہے کہ لوگ میرے شر سے بچ جائیں۔ لوگوں کے اعمال میری وجہ سے خراب ہوں گے اور میں ان کی آخرت کی خرابی کا باعث بنوں گا۔

۲۔ اس لیے خلوت میں بیٹھا ہوں کہ میرا نفس ایک کتا ہے، جو ہر ایک کو کاٹتا ہے لہٰذا میں اس نفس کو قید کر کے اس پر نگران بن کے بیٹھا ہوں۔

اچھی صحبت کی برکات

طویل عبادت سے بھی دل کے زنگ نہیں اترتے جو صحبت سے اترتے ہیں۔ افسوس ہم نے دنیا کمانے کے لیے کئی مفروضے گھڑ لیے۔ لوگوں کے عقائد بھی بگاڑے، عمل بھی خراب کئے اور یہ خرابی ہمارے مسلک میں بھی ہے۔ عقیدہ درست ہے مگر اس کا غلط استعمال کیا تو تباہی ہوگئی۔ عمل سے لوگ عاری ہو گئے اور رسموں پر سارا مدار کر لیا۔ رسمیں اچھی تھیں، اچھی ہیں مگر ان کی برکات تب میسر آتی ہیں جب دین کی اعلیٰ شرائط بھی پوری ہوں۔ فرض چھوڑنے والے سے سنتیں قبول نہیں ہوتیں اور سنت ترک کرنے والے سے نفل قبول نہیں ہوتے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی صحبت کی تین علامتیں ہیں۔

۱۔ اُن کے چہروں کو دیکھو تو خدا یاد آ جائے

۲۔ اُن کے اعمال کو دیکھو تو آخرت یاد آ جائے

۳۔ اُن کا کلام سنو تو دین کا فہم و حکمت نصیب ہو جائے

یعنی اُن کے اعمال آخرت کی یاد دلائیں، اگر اعمال، آخرت کی یاد نہیں دلاتے تو صحبت بے کار ہے۔ اُن کا کلام سنو تو اس سے دین کی حکمت اور فہم نصیب ہو تو یہ خیر الجلساء ہیں۔ صحبت سے فیض ملتا ہے مگر اس کی حفاظت کے لیے ریاضت، مجاہدہ اور استقامت چاہیے۔

اخلاص کے درجات

اخلاص کے دو درجے ہیں:

ا۔مخلِص ۲۔مخلَص

ا۔ جو ابتدائے اخلاص میں ہو اُس کو مخلِص کہتے ہیں۔

۲۔ جس نے راستہ سارا طے کر کے منزل پا لی، اُس کو مخلَص کہتے ہیں۔

عامۃ الناس مسلمانوں کو حکم دیا کہ مخلِص ہو جاؤ۔

فَادْعُوا اللہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ.

''پس تم اللہ کی عبادت اس کے لیے طاعت و بندگی کو خالص رکھتے ہوئے کیا کرو''۔ (غافر، ۴۰:۱۴)

یہ قرآن مجید میں درجہء مخلِصین ہے۔

اور جو راہِ اخلاص طے کر لیتے اور منزل پر پہنچ جاتے ہیں، با کمال ہو جاتے ہیں اُن کو اللہ رب العزت مخلَصین کہتا ہے۔ جب شیطان نے کہا میں تیرے سب بندوں کو گمراہ کروں گا تو اسے بھی امرِ الٰہی سے حفاظتِ الٰہی کے تحت استثنٰی کرنا پڑا۔ اُس نے کہا:

قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ○ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ○ (ص، ۳۸: ۸۲.۸۳)

''اس نے کہا: سو تیری عزّت کی قسم، میں ان سب لوگوں کو ضرور گمراہ کرتا رہوں گا○ سوائے تیرے اُن بندوں کے جو چُنیدہ و برگزیدہ ہیں''۔

مخلَصین، محفوظین ہو جاتے ہیں، وہ اللہ کی حفاظت میں چلے جاتے ہیں۔ شیطان کے حملےمخلِصین پر ہوتے رہتے ہیں اور وہ اُن کو بہکاتا رہتا ہے جبکہ غیر مخلصین پر حملے نہیں کرتا، اس لئے کہ جو مخلص نہیں ہوتے وہ ریاکار ہوتے ہیں اور وہ پہلے ہی سے شیطان کی آرمی کے سپاہی ہوتے ہیں، اس کی پارٹی کے لوگ ہوتے ہیں۔ قرآن نے ان کو اولیاء الشیطان کہا کہ وہ شیطان کے دوست ہوتے ہیں، حملہ دوستوں پر نہیں، دشمنوں پر کیا جاتا ہے۔ جو ریا کار ہیں اور اخلاص سے خالی ہیں وہ شیطان کے دوست ہیں، اس لیے شیطان ان کی حفاظت کرتا ہے، اسے ان پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ شیطان اپنے دوستوں پر حملہ نہیں کرتا۔ اللہ مخلَصین کی صورت میں موجود اپنے دوستوں کو حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

جو اخلاص میں باکمال ہو جاتے ہیں اللہ ان کو اپنا دوست بنا لیتا ہے اور وہ شیطان کے حملے سے بچ جاتے ہیں اور جو ریا کار ہوتے ہیں شیطان ان کو اپنا دوست بنالیتا ہے لہذا اُن پر اُسے حملوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ وہ پہلے ہی اس کی راہ پر ہیں۔ لہذا شیطان کے حملے کے لیے مخلِصین، عامۃ الناس، عام مسلمان کا ایک ہی طبقہ رہ جاتا ہے۔ اس میں علماء، صالحین، عالمین، قراء، نعت خواں، پیر، تاجر، نیکوکار، پرہیزگار سبھی شامل ہیں۔ چونکہ یہ لوگ نیکی کی راہ پر ہیں اور نیکی کی راہ پہ چلنے والے شیطان کے دشمن ہیں۔ لہذا انہی پر شیطان حملہ کرتا ہے اور اُن کو بہکاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا تو فرمایا:

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مُوْسٰٓی اِنَّہٗ کَانَ مُخْلَصًا وَّکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا○ (مریم، ۱۹: ۵۱)

''اور (اس) کتاب میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے بے شک وہ (نفس کی گرفت سے خلاصی پاکر) برگزیدہ ہو چکے تھے اور صاحبِ رسالت نبی تھے''۔

یہاں مخلَصاً فرمایا مخلِصاً نہیں فرمایا، اس لئے کہ مخلَص درجہ اخلاص میں کمال پر ہوتے ہیں اور نفس کے چنگل سے آزاد ہوتے ہیں جبکہ مخلِص *still* نفس کا قیدی ہوتا ہے مگر مخلِص اس لیے ہے کہ وہ قید سے آزادی کی کوشش کر رہا ہے، محنت اور ریاضت کر رہا ہے لہذا جب وہ آزادی کو پائے گا تو مخلَص کے درجہ میں داخل ہوجائے گا۔

الفقہ

آپ کے دینی مسائل

تنسیخ نکاح

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی بیویوں پر ظلم کرتے۔ نہ بیوی بنا کر عزت سے ان کو بساتے، نہ طلاق دے کر ان کو قیدِ نکاح سے آزاد کرتے۔ پوچھا جاتا کہ ان کو اپنے ساتھ بساتے کیوں نہیں؟ جواب دیتے: ہم نے طلاق دے دی ہے۔ پوچھا جاتا کہ پھر ان کو دوسری جگہ پسند کی شادی کیوں نہیں کرنے دیتے؟ جواب ہوتا: ہم نے عدت کے اندر رجوع کرلیا تھا، لہٰذا نکاح بحال رہا۔ عمر بھر یہی ظلم روا رکھتے۔ زمانہ جاہلیت کی طرح آج بعض مسلمان کہلانے والے بانگ دہل کہتے ہیں کہ ”نہ رکھیں گے اور نہ چھوڑیں گے“۔ یہ عورت پر بدترین ظلم ہے۔ قرآن کریم نے سورۃ البقرہ کی آیات ۲۲۹ تا ۲۳۱ میں واضح انداز میں اس کا خاتمہ کیا اور طلاق کی حد مقرر کردی۔ اگر کوئی ایک طلاق دے دے تو عدت کے اندر نیک نیتی سے رجوع کرلے اور اگر دو طلاقیں دی ہیں تو تجدید نکاح کرلے اور آئندہ بیوی کو تنگ نہ کرے، بیوی بنا کر پاس رکھے یا مدت گزرنے دے تاکہ عورت اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرے۔ اگر کسی نے تیسری طلاق دے دی تو اب رجوع نہیں کرسکتا جب تک وہ عورت کسی اور سے شادی و قربت نہ کرلے۔

تنسیخ نکاح

تنسیخ نکاح کے جواز کے اسباب یہ ہیں۔

۱۔ مرد قوت مردانگی سے محروم ہے (نامرد ہے)

۲۔ نان نفقہ و سکنیٰ نہیں دیتا

۳۔ ظلم و زیادتی کرتا ہے

۴۔ چار سال سے مفقود الخبر ہے، معلوم نہیں کہاں ہے؟ زندہ ہے یا مرگیا ہے؟

ان صورتوں میں عورت کو اسلام یہ حق دیتا ہے کہ وہ بذریعہ عدالت تنسیخ نکاح کروالے۔ عدالت تحقیق و ثبوت کے بعد تنسیخ کرسکتی ہے۔ تنسیخ کے چار ماہ دس دن بعد وہ جہاں چاہے مرضی سے شرعی نکاح کرسکتی ہے۔ یہ تو وہ صورت ہے جہاں تنسیخ ضروری ہوگیا تھا۔ اگر ان وجوہات کے بغیر کوئی عدالت بلاوجہ تنسیخ نکاح کرے تو وہ تنسیخ غلط ہے اور غیر قانونی ہے۔

☆ جب عورت کو اس کے حقوق سے محروم کیا جائے۔ شوہر ظلم کرے، نہ بیوی بنا کر رکھے اور نہ طلاق دے تو پھر کوئی طریقہ تو ہو جو اس کو ظلم کی چکی میں پسنے سے بچائے۔ پس اس صورت میں حکومت اور اس کی قائم کردہ عدلیہ کا فرض ہے کہ اس عورت کو انصاف دلائے۔ چنانچہ مظلوم عورت عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ عدالت کا فرض ہے کہ پوری تحقیق کے بعد اگر یہ ظلم ثابت ہوجائے لیکن خاوند پھر بھی عدل و انصاف کا راستہ نہ اپنائے اور عورت کو طلاق بھی نہ دے تو قاضی یعنی عدالت

فوراً یا طلاق دلوائے یا تنسیخ نکاح کردے تاکہ ظلم کا خاتمہ ہو۔ یہ اسلام ہے اور یہی عدل و انصاف۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں ثابت بن قیس کے دین یا اخلاق پر کوئی اعتراض نہیں کرتی، نہ عیب لگاتی ہوں لیکن مجھے اسلام میں رہ کر کفرانِ نعمت پسند نہیں۔ (یعنی خاوند پسند نہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اتردين عليه حديقة. ''اس سے جو باغ تم نے حق مہر میں لیا ہے وہ اسے واپس کردوگی''۔

بولیں جی حضور، رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوند سے فرمایا: اپنا باغ قبول کرو اور اسے ایک طلاق دے دو۔

(بخاری، الصحیح، ۵: ۲۰۲۱، رقم: ۴۹۷۱)

☆ دور جاہلیت میں خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے کر عدت کے اندر رجوع کرلیتا۔ چاہے ہزار بار طلاق دیتا، اسے رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوتا۔ ایک عورت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی کہ اس کا خاوند اسے طلاق دیتا اور عدت گزرنے سے پہلے رجوع کرکے اسے ایذاء دیتا ہے۔ سیدہ سلام اللہ علیہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کردیا تو سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۹ نازل ہوئی کہ

اَلطَّلاَقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ط وَلاَ يَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّآ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ شَيۡئًا اِلَّآ اَنۡ يَّخَافَآ اَلاَّ يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللهِ ط فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلاَّ يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللهِ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ ط تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللهِ فَلاَ تَعۡتَدُوۡهَا ج وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللهِ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ.

''طلاق (صرف) دو بار (تک) ہے، پھر یا تو (بیوی کو) اچھے طریقے سے (زوجیت میں) روک لینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ جو چیزیں تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو سوائے اس کے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ (اب رشتۂ زوجیت برقرار رکھتے ہوئے) دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، سو (اندریں صورت) ان پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی (خود) کچھ بدلہ دے کر (اس تکلیف دہ بندھن سے) آزادی لے لے، یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں، پس تم ان سے آگے مت بڑھو اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں سو وہی لوگ ظالم ہیں''۔

طلاق کی حد دو بار تک ہے۔ پھر **فامساک بمعروف او تسريح باحسان** یا تو صلح کرکے بیوی کو روک لو، یا عدت گزرنے دو اور اسے بھلائی سے آزاد کردو۔

(الرازی، تفسیر کبیر ۶:۹۶)

فقہائے اُمت سے:

قرآن وسنت کی رو سے کوئی انسان دوسری کسی بھی مخلوق کو ایذاء دینے کا مجاز نہیں۔ عورت کو بیوی بنا کر نہ رکھنا اور طلاق دے کر بھی نہ چھوڑنا ظلم ہے، جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔ اسلام کیا دنیا کے کسی نظریہ و دھرم میں اس کی ہرگز اجازت نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا خاتمہ حکومت ہی کرسکتی ہے۔ لہٰذا قاضی یا عدالت کے پاس جیسے ہر مظلوم داد رسی کے لئے رجوع کرسکتا ہے، اسی طرح ایسی مظلومہ بھی عدالت کے ذریعہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا خاتمہ کرواسکتی ہے چونکہ عدالتی فیصلہ حکومتی فیصلہ ہے۔ جس پر عملدرآمد کروانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ عدالت کا بھی یہ کام ہے کہ جو عورت داد رسی کے لئے اس کی طرف رجوع کرے، یہ تمام حالات و کوائف کی چھان پھٹک کرے، منصفانہ وغیر جانبدارانہ تحقیقات سے خاوند کا ظلم ثابت ہو، یا وہ بیوی کے حقوق پورے نہ کرے یا نہ کرسکے

اور قاضی عادل کو اطمینان ہو کہ خاوند، بیوی کے حقوق پامال کررہا ہے، عدالت فوراً اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے میاں بیوی میں تنسیخ نکاح کردے۔ یہ عدالتی تنسیخ شرعاً جائز ہے بلکہ ضروری ہے تاکہ ظلم ختم ہو۔ یہ تنسیخ عدالت طلاق بائن ہوگی۔ نکاح فوراً ٹوٹ جائے گا۔

☆ اگر خاوند نامرد ہو، بیوی بذریعہ عدالت اس سے آزادی کا مطالبہ کرے، حاکم اسے ایک سال کی مہلت دے۔ اگر سال میں قربت کے قابل ہوگیا تو نکاح برقرار رہے گا۔ ورنہ عدالت عورت کے مطالبہ پر تفریق کردے۔ عورت کو بذریعہ عدالت تفریق کا حق حاصل ہے۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہی روایت ہے۔ یہی فتویٰ ہے دنیا بھر کے فقہائے کرام کا۔ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب، امام شافعی اور ان کے اصحاب، امام مالک اور ان کے اصحاب، امام احمد اور ان کے اصحاب کا یہی حکم ہے۔

(ابن ہمام، فتح القدیر، ۴: ۱۳۰)، (عالمگیری، ۱: ۵۲۴)

عدم نفقہ سے تفریق عدالت ضروری ہوجاتی ہے

جان لیجئے کہ ہمارے مشائخ نے اس بات کو مستحق سمجھا ہے کہ حنفی قاضی اپنا کوئی ایسا نائب مقرر کرے جس کے مذہب میں میاں بیوی میں اس وقت تفریق جائز ہو جب خاوند کا اتہ پتہ نہ ہو یا خاوند موجود ہو اور نان نفقہ بھی نہ دیتا ہو اور اس سے بیوی کو تکلیف ہورہی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ ہمیشہ قرض لے کر ضرورت پوری نہیں کی جاسکتی۔ لہذا فالتفریق ضروری اذا طلبته.'' پس ان مجبوریوں کی بنا پر اگر عورت تنسیخ کا مطالبہ کرے تو تنسیخ نکاح ضروری ہے''۔

(شامی، ردالمختار، ۳: ۵۹۰)

اگر خاوند جو بیوی کے حقوق پورے نہیں کرتا یا نہیں کرسکتا یا اس پر ظلم کرتا ہے اور اگر طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے، بھلائی سے آزاد نہیں کرتا۔ تو وہ خاوند ظالم ہے۔ پس حاکم اس کا نائب بن کر تفریق کردے۔ یہ تفریق طلاق بائن ہوگی۔ اور خاوند پر مکمل حق مہر بھی لازم ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورت خود اپنے آپ کو اس کے چنگل سے آزاد کرسکتی ہے۔ عدالتی فیصلہ کی بھی ضرورت نہیں جسے خیار عتق کہا گیا، یہی بات صحیح تر ہے۔

(شامی، ردالمختار، ۳: ۴۹۸)

خاوند کا لاپتہ ہوجانا

جس عورت کا خاوند چار سال تک مفقود الخبر رہے اور اس کے زندہ یا مردہ ہونے کا کوئی پتہ نہ ہو، ایسی عورت امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک چار سال تک انتظار کرے۔ اس کے بعد عدالت کے ذریعہ تنسیخ کروائے اور موت کی عدت چار ماہ دس دن گزارے پھر وہ آزاد ہے جہاں چاہے شرعی نکاح کرسکتی ہے۔ یہی امام مالک رضی اللہ عنہ کا قول قدیم ہے۔ احناف کے نزدیک: لو افتى به في موضع الضروری لا باس به.'' بوقت ضرورت اس امام مالک کے قول پر فتویٰ دینے میں حرج نہیں''۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے: الفتوى في زماننا على قول مالک.'' ہمارے زمانہ میں فتوی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے''۔

(ابن ہمام، فتح القدیر شرح ہدایہ، ۵ :۳۷۱)

اذا أقامت بينة على ذلک و طلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب وفي نفاذ القضاء على الغائب رواتيان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي أن يزوجها من الغير بعد العدة وإذا حضر الزوج الأول وبرهن على خلاف مادعت من تركها بلانفقه لا تقبل بينته لان البينة الأولى ترجحت بالقضاء فلا تبطل بالثانية.

(شامی، ردالمختار، ۳: ۵۹۱)

''جب عورت نے خاوند کے غائب ہونے پر ثبوت (گواہ) پیش کردیا اور اس قاضی سے نکاح فسخ کرنے کا مطالبہ کیا جس کی رائے میں فسخ کی وجہ معقول تھی۔ پھر اس قاضی نے نکاح فسخ کردیا تو یہ فیصلہ نافذ ہوجائے گا۔ یہ غائب کے خلاف فیصلہ ہے اور غیر حاضر شخص پر فیصلہ نافذ ہونے میں ہمارے نزدیک دو قول ہیں۔ تو جس قول میں فیصلہ نافذ ہونے کی تصریح ہے حنفی مذہب کے پیرو کار کے لئے گنجائش ہے کہ عدت گزرنے کے بعد اس عورت کا کسی اور سے نکاح کردے اور اگر پہلا خاوند حاضر ہوگیا اور اس نے عورت کے اس دعویٰ کے خلاف ثبوت پیش کردیا کہ خاوند نے اسے بغیر خرچہ کے چھوڑے رکھا تو پہلے خاوند کا ثبوت تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ پہلے ثبوت کو عدالتی فیصلہ نے ترجیح دے دی ہے۔ لہٰذا دوسرے ثبوت سے وہ باطل نہ ہوگا۔''

خلاصہ بحث

اسلام کسی کو کسی پر ظلم کرنے اور اس کے حقوق پامال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اگر بیوی حقوق زوجیت سے خاوند کو محروم کرے تو خاوند کے پاس حق طلاق ہے اور دیگر حاکمانہ حقوق ہیں جنہیں احسن طریقے سے بروئے کار لاکر وہ اپنے حقوق وصول کرسکتا ہے۔ بصورت دیگر حق طلاق استعمال کرکے اس سے جان چھڑا سکتا ہے۔ اور اگر خاوند بیوی کے حقوق پامال کرے، نان نفقہ نہ دے، حقوق زوجیت سے اسے محروم کرے۔ **امساک بمعروف اوتسریح باحسان** پر عمل نہ کرے اور ساری عمر نہ بیوی بنا کر رکھے، نہ آزاد کرے تو بیوی پر ظلم ہوا، قرآن کریم نہ کسی کو ظالم بننے کی اجازت دیتا ہے اور نہ مظلوم۔ **لاتظلمون ولا تظلمون** نہ تم ظالم بنو نہ تم پر ظلم ہو۔

(البقرہ، ۲: ۲۷۹)

لہٰذا عورت ہو یا مرد دونوں کے حقوق ہیں۔ ایک فریق کے حقوق دوسرے فریق کے فرائض میں شامل ہیں مرد کے حقوق عورت پورے کرے اور عورت کے حقوق مرد پورے کرے۔

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ محترمہ ڈاکٹر شاہدہ نعمانی (اولین صدر منہاج القرآن ویمن لیگ) کی والدہ، محترم عابد طاہری (ایڈمن کالج آف شریعہ) کے والد، محترم محمد اسرار (آفس بوائے کالج آف شریعہ) کے چچا، محترم محمد اسجد اقبال (ٹیلر ماسٹر کالج آف شریعہ)، محترم حکیم فیضان الحق و محترم ڈاکٹر چاند مخدوم (حافظ آباد) کی والدہ، محترم سرفراز احمد تیمور قادری و اعجاز احمد قادری (حافظ آباد) کی والدہ، محترم بشیر اختر رحمانی و نصیر احمد رحمانی (حافظ آباد) کے والد محترم معراج دین، محترم میاں محمد ارشد تقی و مہر خادم حسین (حافظ آباد) کا جواں سالہ بھانجا، محترم محمد اشرف بھنڈر (امیر MQI بحرین) کے بھائی چوہدری طفیل محمد بھنڈر (اروپ۔ گوجرانوالہ)، محترم محمد بلال و محترم عثمان غنی منہاجینز (فیصل آباد) کے والد محترم ماسٹر محمد ریاض، محترم شیخ آصف علی قادری (منہاج سکول شرقپور شریف) کی والدہ اور محترم محمد شاہد فاروق (گوجرہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ) کا جواں سالہ بھانجا قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام

24 واں سالانہ شہر اعتکاف 2015ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ’’ایمان، یقین اور استقامت‘‘ پر خصوصی خطابات

رپورٹ: محمد یوسف منہاجین / محمد شعیب بزمی

اِعتکاف کا مقصد تعلق باللہ، ربطِ رسالت، رجوع الی القرآن اور باہمی اتحاد و بھائی چارے کا نظام برپا کرنا ہے۔ یہ اعلیٰ مقصد آج کے دور میں تنہا اعتکاف کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتا، کیونکہ تنہائی، گوشہ نشینی اِلا ماشاء اللہ عام شخص کو اِنتشارِ خیالی اور غفلت کا شکار بھی کر دیتی ہے۔ اسی بات کے پیشِ نظر تحریکِ منہاج القرآن نے اجتماعی اعتکاف کی سنت کو زندہ کر کے عالم اسلام میں ایمانی زندگی کی تحریک پیدا کر دی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ مرکز حرمین شریفین کے بعد اسلام کی سب سے بڑی اعتکاف گاہ بن گیا۔ تحریکِ منہاج القرآن کے زیر اہتمام اجتماعی اعتکاف میں ایک شیڈول کے مطابق پرکیف تلاوت، ذکر و اذکار، نعت خوانی، درس وتدریس کے حلقہ جات، نوافل اور وظائف کے ذریعے عبادات کے کئی روحانی مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ اجتماعی اِعتکاف ایک ایسا سنہری موقع ہے، جس میں شریک احباب کی فکری و نظریاتی، اخلاقی و روحانی اور تنظیمی و اِنتظامی تربیت کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے، تاکہ وہ مزید بہتر انداز میں دین اسلام کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرسکیں۔

ماہ رمضان المبارک کی پرنور ساعتوں میں احیائے اسلام کی عالمی تحریک، تحریکِ منہاج القرآن کی اعتکاف گاہ جامع المنہاج (بغداد ٹاؤن) میں تشریف لانے والوں کو شہزادہ غوث الوریٰ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوض وبرکات اور عالم اسلام کی مقتدر علمی و روحانی شخصیت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ کی ایمان افروز اور مردم خیز صحبت نصیب ہوتی ہے۔ اس نورانی ماحول میں ہر شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی اور محبوب کبریا ﷺ کے عشق میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ قرآن، حدیث، فقہ وتصوف اور تجدید واحیائے دین کی تعلیمات اس اعتکاف کا طرۂ امتیاز ہیں۔

امسال بھی جامع المنہاج ٹاؤن شپ میں حرمین شریفین کے بعد دنیا کے سب سے بڑے شہر اعتکاف کو بسایا گیا۔ یہ 24 واں سالانہ اجتماعی اعتکاف تھا۔ جس میں شدید گرمی، حبس اور لگاتار بارشوں کے باوجود موسم کی سختیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اندرون و بیرون ملک سے ہزاروں خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ اعتکاف کے جملہ معاملات کی سرپرستی محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری فرمارہے تھے تاکہ معتکفین و معتکفات کو کسی بھی حوالے سے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ شہر اعتکاف کے انتظامات و انصرامات کے لئے محترم شیخ زاہد فیاض کی سربراہی، محترم خرم نواز گنڈا پور اور محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کی نگرانی اور محترم جواد حامد (سیکرٹری

اعتکاف) کے زیر انتظام 52 انتظامی کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ امیر تحریک محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی کی زیر قیادت تحریک کے جملہ ناظمین، نظامتیں اور فورمز اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مصروف عمل تھے۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ اور مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے نوجوانوں نے سکیورٹی کے فرائض سرانجام دیئے۔ معتکفین کے سحر و افطار، وضو اور طہارت کیلئے وسیع انتظامات کیے گئے۔ ہزاروں معتکفین کیلئے 30 ڈاکٹرز اور 10 ایمبولینسز ہمہ وقت شہر اعتکاف میں موجود تھیں۔

سندھ، بلوچستان، شمالی علاقہ جات اور جنوبی پنجاب سے معتکفین کی آمد کا سلسلہ ایک روز پہلے سے شروع ہو گیا تھا۔ خواتین کیلئے الگ جگہ پر اعتکاف گاہ بنائی گئی تھی جہاں شیخ الاسلام کے خطابات بڑی LED سکرینز کے ذریعے براہ راست سنانے کا اہتمام تھا۔ شیخ الاسلام کے خطابات اور شہر اعتکاف کی تمام سرگرمیاں www.minhaj.tv کے ذریعے پوری دنیا میں براہ راست نشر کی گئیں۔ منہاج TV کے ذریعے دنیا بھر میں موجود تحریک منہاج القرآن کے مراکز پر تنظیمات و کارکنان نے شہر اعتکاف میں خصوصی شرکت کی۔ حتی کہ منہاج القرآن انٹرنیشنل کچھ (انڈیا) کے زیر اہتمام انڈیا کے 256 مقامات پر شہر اعتکاف کی مکمل کاروائی منہاج TV کے ذریعے اجتماعی طور پر دکھانے کا خصوصی اہتمام بھی کیا گیا۔

☆ شہر اعتکاف میں انفرادی معمولات و عبادات کے علاوہ دن بھر درج ذیل اجتماعی سرگرمیوں کے باقاعدہ اہتمام کے ذریعے معتکفین کی علمی، فکری، روحانی تربیت کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

i۔ نظامت دعوت و تربیت اعتکاف کے دوران شرکاء اعتکاف کی علمی و فکری آبیاری کے لئے مصروف عمل رہی۔ ہر روز صبح 11:30 بجے سے نماز ظہر تک باقاعدہ تربیتی حلقہ جات منعقد کئے گئے جن میں ناظمین دعوت اور دیگر سکالرز نے نظامت تربیت کے زیر اہتمام شیخ الاسلام کی کتب سے مرتب کی گئی کتاب ''آداب زندگی'' سے لیکچرز دیئے۔ ان تربیتی حلقہ جات میں شرکاء اعتکاف کو بیک وقت عقائد، عبادات، معاملات، آداب معاشرت، خدمت دین کے تقاضے اور بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔

ii۔ شہر اعتکاف میں مفتی اعظم تحریک حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی کی فقہی نشستیں شرکاء اعتکاف کے لئے نہایت دلچسپی کی حامل تھیں۔ ان نشستوں میں محترم مفتی صاحب نے روزمرہ پیش آمدہ فقہی مسائل، احکامات، جدید مسائل کے حوالے سے شرکاء اعتکاف کے سوالات کے تفصیلی جوابات مرحمت فرمائے۔

iii۔ مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ نے اعتکاف کے دوران ہر روز ظہر تا عصر اعتکاف میں شریک ملک بھر کی یونیورسٹیز اور کالجز سے آنے والے طلبہ کی علمی، فکری، روحانی اور تنظیمی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا۔ سینئر مرکزی قائدین اور MSM کی قیادت نے ان طلبہ کو مختلف موضوعات پر لیکچرز دیئے۔ اس ورکشاپ نے ان طلبہ میں قائدانہ صلاحیتوں کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔

iv۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیر اہتمام شہر اعتکاف میں شہداء ماڈل ٹاؤن اور شہدائے انقلاب مارچ کے لئے تاثراتی کیمپ، ریسکیو کیمپ، رفاقت سازی کے لئے ممبر شپ کیمپ، تنظیمی و تحریکی تربیتی ورکشاپس اور نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیتیں اجاگر کرنے کے لئے متعدد پروگرامز کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں سینکڑوں نوجوانوں نے شرکت کی۔

v۔ شہر اعتکاف میں تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ فورمز یوتھ لیگ، ویمن لیگ، MSM، علماء کونسل، پاکستان عوامی تحریک اور عوامی لائرز ونگ کے احباب نے اعتکاف میں شریک اپنے اپنے فورمز سے متعلقہ افراد سے خصوصی ملاقاتیں کیں اور مصطفوی مشن کے فروغ اور آئندہ لائحہ عمل کے حوالے متعدد امور زیر بحث آئے۔

vi شہر اعتکاف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے صوبائی اور زونل تنظیمات شمالی پنجاب، جنوبی پنجاب، وسطی پنجاب، سندھ KPK، بلوچستان، آزاد کشمیر کے عہدیداران سے بھی الگ الگ ملاقاتیں کیں۔

vii۔ شہر اعتکاف کے دوران ہر روز محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے معتکفین کی رہائش گاہوں میں جاکر حلقہ وائز ان سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کیں۔ معتکفین نے اپنے ان قائدین کا والہانہ استقبال کیا۔

☆ ذیل میں شہر اعتکاف کی پرکیف اور روحانی راتوں کی بالتفصیل رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

1۔ ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 8 جولائی 2015ء (بدھ)

نماز مغرب سے قبل 15 ہزار سے زائد معتکفین و معتکفات تحریک منہاج القرآن کے زیر انتظام قائم کردہ ’’فہم دین، توبہ اور آنسوؤں کی بستی‘‘ شہر اعتکاف میں صوبہ/ ڈویژن/ضلع وائز اعتکاف گاہ کی تقسیم کے مطابق اپنے حجروں/ بلاکس میں مقیم ہوچکے تھے۔ 52 سے زائد شہر اعتکاف کی انتظامی کمیٹیوں کے سینکڑوں احباب اپنی اپنی ذمہ داری کو نبھانے میں مستعد نظر آرہے تھے۔ پہلی افطاری اور کھانا کے انتظامات بھی معتکفین/ معتکفات کے لئے بروقت مکمل کرلئے گئے تھے۔ سربراہ شہر اعتکاف محترم شیخ زاہد فیاض کی طرف سے جملہ معتکفین کو خوش آمدید کہا گیا اور شہر اعتکاف کے معمولات اور شیڈول سے آگاہ کیا گیا۔ آج نماز مغرب کی امامت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے فرمائی۔ ہزاروں افراد نے عاجزی، انکساری اور محبت وعقیدت کے جذبات کے ساتھ نماز مغرب کی ادائیگی کے ساتھ ہی شہر اعتکاف کی صورت میں اپنے اعمال اور روحانی احوال کی اصلاح کی طرف ایک سفر کا آغاز کیا۔ نماز مغرب کے بعد شیخ الاسلام نے جملہ معتکفین و معتکفات کو شہر اعتکاف میں شمولیت کی سعادت پر مبارکباد دی اور خوش آمدید کے الفاظ کے ساتھ انہیں دعاؤں سے نوازا۔

نماز عشاء کے بعد معتکفین نے نماز تراویح ادا کی۔ شہر اعتکاف میں معتکفین کی پہلی تراویح کا آغاز سورۃ الرحمٰن کی تلاوت سے ہوا۔ معزز قراء نے خوبصورت لحن میں تراویح میں تلاوت قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی۔ نماز تراویح کی آخری دو رکعت کی امامت کی سعادت شیخ الاسلام کے بڑے پوتے محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے حاصل کی اور پھر یہ سلسلہ پورے دس دن جاری رہا اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے ہر روز نماز تراویح کی پہلی دو رکعت کی امامت میں اپنی خوبصورت آواز سے تلاوت قرآن کے ذریعے معتکفین کے قلوب و ارواح کو تازگی بخشی۔

افتتاحی کلمات شیخ الاسلام

نماز تراویح کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس شہر اعتکاف کا باقاعدہ آغاز قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی رضی اللہ عنہ کے درجات کی بلندی اور انہیں ایصال ثواب کے لئے فاتحہ سے کیا۔ اس موقع پر حضور پیر صاحب کے والدین کریمین، آپ کے بھائی محترم السید احمد ظفر الگیلانی، شہداء انقلاب اور امت مسلمہ کے جملہ مرحومین کے لئے بھی خصوصی دعا کی گئی۔ معتکفین و معتکفات کو باقاعدہ و باضابطہ خوش آمدید کہتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا:

’’اعتکاف کے لئے آنے والے یا تحریک کی کسی دعوت پر آنے والوں کی بھاری اکثریت معاشی طور پر کمزور ہے۔ اس کے باوجود مالی مشکلات برداشت کرتے ہوئے آپ کا یہاں تشریف لانا، آپ کے درجات میں اضافہ کا باعث

ہے۔ اس لئے کہ آپ یہاں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی کے حصول اور ان کی بارگاہ تک رسائی کے لئے قرآن و حدیث سے طریقے سیکھنے کے لئے آئے ہیں اور میں بھی آپ کو یہی بتانے کے لئے ہر سال یہاں بلاتا ہوں۔

حدیث قدسی ہے کہ جب بندے اللہ کے ذکر کے لئے مجلس میں بیٹھتے ہیں تو فرشتے بھی ان کے ہم نشین ہوجاتے ہیں۔ حتی کہ حدیث مبارکہ کے مطابق اللہ خود ان کا ہم نشین ہوجاتا ہے۔ لہذا اللہ کی مجلس، صحبت میں ان دس دنوں میں اپنے دلوں کو کاسہ بنالیں، یہ کاسہ ہر وقت پھیلا رہے، نہ جانے کب وہ بھردے۔ اس اعتکاف کے دوران اپنی دعاؤں میں چھوٹی چیزوں کا تعین نہ کریں، چھوٹی چیزیں نہ مانگیں بلکہ اس سے اسی کو مانگیں۔ جب بندہ اپنی سمجھ سے مانگتا ہے تو اللہ اس بندے کی طلب کے حساب سے عطا کرتا ہے۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ سے اپنی سمجھ کے حساب سے نہیں مانگتے بلکہ اس سے اس کو مانگ کر اس پر چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ اپنی بارگاہ صمدیت کی شان کے لائق عطا فرمادے۔

ان دس راتوں کے لئے ہمارا موضوع ''ایمان، یقین اور استقامت'' ہوگا۔ یہ یقین بھی رکھیں کہ تحریک منہاج القرآن احیائے اسلام، تجدید دین اور عوام کے بنیادی و آئینی حقوق کی بحالی کے لئے اپنے جس مصطفوی مشن پر گامزن ہے وہ ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور انقلاب آئے گا۔ ایمان و یقین کی قوت سے انقلاب آئے گا۔ میری صحت کی خرابی بھی میرے یقین کو متزلزل نہیں کرسکی۔ میری صحت کو میرے حوصلہ کا ساتھ دینا ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا فرمان ہے کہ **لاتقنطوا من رحمة الله** ۔ مومن کبھی رحمت الٰہیہ سے مایوس نہیں ہوتا۔ کیا کبھی کوئی ایسی رات آئی ہے جس کا سویرا طلوع نہ ہوا ہو۔۔۔؟ اگر نہیں تو ظلم و ستم اور ریاستی جبر و بربریت کی یہ رات کیسے رہ سکتی ہے۔ لہذا حق و انقلاب کا سویرا ایمان کے یقین اور استقامت کی قوت کے ساتھ ضرور طلوع ہوگا''۔

☆ ان افتتاحی کلمات کے بعد شیخ الاسلام نے شرکاء کو دوران اعتکاف درج ذیل وظائف کی تلقین کی:

۱۔ لا الہ الا اللہ ۲۔ درود و سلام ۳۔ استغفار

۴۔ **لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین**

۵۔ **ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم** ۶۔ اسماء الٰہیہ میں سے **''یارؤف یارحیم''**

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: ایمان اور صبر)

ان افتتاحی کلمات اور اعتکاف کے آداب و تقاضوں سے آگاہ کرنے کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سورہ البقرہ کی ابتدائی آیات اور آیت ۱۵۳ سے افتتاحی درس قرآن دیتے ہوئے فرمایا کہ

''دنیا میں ہم سب کی بقاء اور عافیت قرآن میں ہے۔ شک اور تردد میں پڑنے کی بجائے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر جم جانے میں ہی ہماری سلامتی ہے۔ دنیا کے ہر شخص کی بات میں کمی بیشی ہوسکتی ہے لیکن قرآن کی بات میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن اور اللہ کے رسول ﷺ کسی اندازے اور تجزیے سے بات نہیں کرتے بلکہ اُن کا کلام سراسر وحی پر مبنی ہوتا ہے۔ اس لیے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو مان لیتے ہیں تو پھر اللہ ان کو ہدایت دیتا ہے۔ متقین وہ لوگ ہیں، جو بن دیکھے اللہ کی بات مان لیتے ہیں۔ جس شخص نے کامل یقین کے ساتھ اللہ کے قرآن کو مان لیا تو پھر اس کے لیے ہدایت ہے۔ اس کے بعد وہ ہمیں نماز کا حکم دیتا ہوں لیکن اگر ہم میں یقین ہی نہیں تو نماز کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ یقین بن دیکھے پیدا ہوتا ہے اور اس سے ایمان بنتا ہے۔ جب شک کی جڑ کٹ جائیں اور

یقین سامنے کھڑا ہو تو یہی کامل ایمان ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ’’اگر دل کو یقین کا حال نصیب ہو جائے تو پھر صاحب یقین کی رات بھر کی نیند شک والے انسان کی ساری رات کی نفلی عبادت سے بہتر ہے‘‘۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۵۳ میں ایمان والوں کو صبر کرنے کا سبق سب سے پہلے دیا۔ ایمان والا ہونا اور صبر کرنا ان دونوں میں تعلق یہ ہے کہ اللہ اپنے محبت کرنے والوں، دوستوں اور اپنے پیاروں کو ہی آزماتا ہے۔ کافروں، نفرت کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کو نہیں آزمایا جاتا۔ جب ایمان آئے گا تو پھر وہاں مشکلات بھی آئیں گی، حتی کہ جتنا ایمان مضبوط اور قوی ہوگا، اتنی زیادہ مشکلات آئیں گی۔ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا تو اپنے ہی بندے کو آگ میں ڈالا۔ اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم دے کر بھی حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے صبر کا امتحان لیا۔ اس لیے لوگو اگر بندہ مومن ہو کر مشکلات کی آگ میں جل رہا ہے تو سجدہ شکر کرو کہ مولا نے اس کی محبت کو قبول کر لیا ہے۔ صبر کا یہ مقام ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ نمازیوں کے ساتھ ہے بلکہ فرمایا کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ صبر کیا جائے تو انسان انقلابی اوصاف کا حامل ٹھہرتا ہے اور محض نمازی بننے میں ثواب تو ملتا ہے مگر روح نماز سے محروم رہتا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ مولا علی شیر خدا کا ایک دن بھی سکون سے نہیں گزرا۔ آپ نے خلافت سنبھالی ہی تھی کہ سیدنا عثمان غنی کو شہید کرنے والوں نے فتنے کی آگ جلا دی اور جنگ جمل ہوئی دونوں طرف صحابہ کرام ہیں، اس وقت دس ہزار صحابہ و تابعین شہید ہوئے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپؓ کو مدینہ چھوڑ کر کوفہ منتقل ہونا پڑا۔ اسلام کی بقاء اور حق کی خاطر جنگ صفین میں ستر ہزار صحابہ و تابعین شہید ہوئے۔ بعد ازاں حرورہ کے مقام پر خارجیوں نے مولا علی رضی اللہ عنہ کیخلاف جنگیں لڑیں۔ بارہ ہزار خارجیوں نے مسلح ہو کر آپ کے خلاف بغاوت کی اور آپؓ تین سال تک خوارج کیخلاف برسرِ پیکار رہے۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں حضرت علیؓ کو حاصل مقام محبوبیت کو بھی ذہن میں رکھیں لیکن سب سے زیادہ امتحان بھی ان کا لیا گیا لیکن وہ صبر کیساتھ حق پر قائم رہے۔ جو لوگ یقین پر قائم رہتے ہیں تو یہ ان کی فتح یابی ہے۔ اس لیے آپ بھی اپنے اندر ایمان کے ساتھ یقین پیدا کریں اور ان صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور ائمہ اسلاف کے نقشِ قدم پر چلیں، کامیابی اور انقلاب ان شاء اللہ اہل حق کا مقدر ہے۔

2۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 9 جولائی 2015ء (جمعرات)

شہر اعتکاف میں یوں تو پورا دن رحمتوں اور برکتوں کے سائے میں گزرتا ہے، شرکاء اعتکاف انتظامیہ کی طرف سے دیئے گئے شیڈول کے مطابق نفلی عبادات، وظائف، تلاوت قرآن، اجتماعی حلقہ جات، علمی و فکری نشستوں میں مصروف عمل رہتے ہیں مگر شہر اعتکاف کی راتیں اپنی مثال آپ ہیں۔

نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد محترم شیخ زاہد فیاض نے معتکفین کو آگاہ کیا کہ گذشتہ سال جون 2014ء تا اکتوبر 2014ء تحریک کی انقلابی جدوجہد کے دوران ریاستی دہشت گردی اور مظالم کا شکار ہونے والے پاکستان بھر کے کارکنان تحریک کو ان کی قربانیوں کے اعتراف میں شیخ الاسلام کے احکامات و ہدایات کے مطابق اعتکاف کے دوران ہر روز بعد از نماز تراویح ’’تمغہ سیدنا بلالؓ‘‘ سے نوازا جائے گا۔ لہذا آج سرگودھا ڈویژن کے اضلاع بھکر، خوشاب، سرگودھا اور

میانوالی سے تعلق رکھنے والے وہ کارکنان جو اس انقلابی جدوجہد کے دوران قید ہوئے یا حکومتی مظالم کا نشانہ بنتے ہوئے زخمی ہوئے انہیں ’’تمغہ سیدنا بلالؓ‘‘ دیا جائے گا۔ چنانچہ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ العربی، محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے قید اور زخمی ہونے والے کارکنان کو میڈلز پہنائے اور ہر ایک جانثار کارکن سے شیخ الاسلام نے مصافحہ کرتے ہوئے دعاؤں سے نوازا اور ان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ شیخ الاسلام نے بذات خود اس تقریب کے لئے مہمانانِ خصوصی کا چناؤ کیا اور سینئر ترین رفقاء تحریک کو سٹیج پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ اس موقع پر آپ نے ہدایات جاری کیں کہ ہر روز میڈلز تقسیم کی تقاریب میں شرکاء میں سے پرانے اور سینئر رفقاء کو سٹیج کی زینت بنایا جائے۔ چنانچہ آئندہ تمام تقاریب میں شرکاء میں سے 3 سینئر ترین رفقاء کو ہر روز سٹیج کی زینت بنایا جاتا رہا۔

☆ اس تقریب کے دوران پاکستانی میڈیا کے احباب بھی شہر اعتکاف کی کوریج کے لئے تشریف لائے۔ اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے انہیں میڈیا بریفنگ دیتے ہوئے فرمایا:

’’سانحہ ماڈل ٹاون سے لے کر انقلاب مارچ تک کارکنان نے ثابت قدمی اور قربانیوں کی لازوال مثال قائم کر کے جدوجہدِ انقلاب کا حق ادا کر دیا۔ دنیا کی کوئی جماعت ایسے عظیم کارکنان کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ جس کارکن کے اندر حیاء کا خون ہے وہ مر سکتا ہے، بک نہیں سکتا۔ میری تحریک میں غریب، مزدور، محروم اور کمزور ضرور ہیں لیکن بے غیرت کوئی نہیں ہے جو بک جائے۔ میں مرتے دم تک قربانیاں دینے والے کارکنان سے پیار کرتا رہوں گا۔ دنیا سن لے کہ آج بھی بڑے سے بڑے قارون کا سرمایہ انقلاب کے راستہ کی رکاوٹ نہیں بن سکا۔ وقت کے بڑے بڑے یزید، قارون، فرعون اپنے جبر سے انقلاب کا راستہ نہیں روک سکتے۔ ہمارا شہیدوں کے خون سے یہ وعدہ ہے کہ انقلاب کی جدوجہد جاری رہے گی۔ بالآخر دشمن ایک نہ ایک دن سرنگوں ہوگا‘‘۔

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: ایمان، آزمائش اور شہادت)

اس میڈیا بریفنگ کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر۲۱۴ سے درس قرآن دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ. (البقرہ: ۲۱۴)

’’کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم (یونہی بلا آزمائش) جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالاں کہ تم پر تو ابھی ان لوگوں جیسی حالت (ہی) نہیں بیتی جو تم سے پہلے گزر چکے، انہیں تو طرح طرح کی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور انہیں (اس طرح) ہلا ڈالا گیا کہ (خود) پیغمبر اور ان کے ایمان والے ساتھی (بھی) پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک اللہ کی مدد قریب ہے‘‘۔

اس خطاب کے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ تھے اور پھر ان کے وساطت سے یہ خطاب قیامت تک تمام مومنین کے لئے ہے۔ صحابہ کرامؓ جیسے ایمان و یقین کا حامل اور کون ہو سکتا ہے مگر اس کے باوجود یہ آیات اتریں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان آیات کے ذریعے ان کے ایمان و یقین میں مزید اضافہ کیا جاتا، ان کے درجات کو بلند کیا جاتا۔ درجہ جتنا بلند ہوتا جاتا ہے اتنا ہی ایمان و یقین بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ آقا ﷺ بھی 100 مرتبہ دن میں استغفار کرتے، کیوں؟ اس لئے

کہ اس استغفار و توبہ سے آپ ﷺ کے مزید درجات بلند ہوتے اور ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا چلا جاتا۔ الغرض ان آیات کے ذریعے گھبرانے والوں کو حوصلہ دینا اور یقین والوں کے یقین میں اضافہ کرنا مقصود ہوتا اور اسی طرح ہر ایک کے حسب حال یہ آیات ان کو فیض دیتیں۔

تمام کارکنان تین الفاظ ''کیوں؟ کب؟ اور کیسے؟'' کو دل و دماغ اور زندگی سے نکال دیں کیونکہ یہ تینوں الفاظ شک پیدا کرتے ہیں۔ ہماری جدوجہد آئین، قانون، قرآن و سنت کی تعلیمات کے تابع ہے۔ قرآن مجید نے ہمیں بتایا ہے کہ حق کی جدوجہد کرنے والے ہمت ہارتے ہیں اور نہ مشکلات پر افسردہ ہوتے ہیں۔ ہمت ہار جانے سے مایوسی جنم لیتی ہے جبکہ مایوسی کفر ہے۔ ایمان، یقین والے مایوس نہیں ہوتے، حق کے غلبہ اور ہر طرح کے ظلم اور استحصال کے خاتمہ کیلئے اپنی جدوجہد جاری رکھتے ہیں۔ تھوڑے لوگ حق پر ہوتے ہیں اور یہی تھوڑے بالآخر فتح یاب ہوتے ہیں۔ کیوں، کب اور کیسے ان سب سے تعلق ختم کر کے یقین کا دامن تھام لیا جائے تو فتح مقدر ہو جاتی ہے۔

یہ شہداء کا اعتکاف ہے کیونکہ حق اور سچ کی جدوجہد میں آپ میں سے کوئی بھی موت کے ڈر سے بھاگا نہیں۔ حدیث مبارکہ کے مطابق کچھ شہداء ایسے بھی ہوں گے جو شہادت کی آرزو رکھتے ہوں گے لیکن ان کو بستر پر موت آئے گی لیکن وہ شہیدوں کے درجے میں شامل ہوں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کی نیت حق و سچ کی خاطر جان کی قربانی دے دینا تھی۔ ابتلاء اور آزمائش ایک بھٹی ہے جس سے انسان کندن بن کر نکلتا ہے۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ انبیاء کی جدوجہد میں ان کے ساتھ معاشرے کے غریب، محروم اور کمزور طبقات کھڑے ہوئے۔ ان پر ایسے مصائب بھی آئے کہ وہ کہہ اٹھے "متی نصر الله؟" اے اللہ کے نبی! اللہ کی مدد کب آئے گی؟

اللہ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ شہادت کا مرتبہ اپنوں کو دینا ہے اور راہِ حق کے وفاداروں کو دینا ہے۔ شہادت یزید، نمرود اور فرعون کو نہیں ملی، یہ مرتبہ امام حسین کو اور راہِ حسین پر چلنے والوں کو ملتا ہے۔ شہادت وفاداری جانچنے کا ایک پیمانہ ہے۔ اگر آزمائشیں نہ ہوں تو پھر وفادار اور غدار کا پتہ کیسے چل سکتا ہے؟ آزمائشوں پر صبر بتاتا ہے کہ کون ثواب لینے والا ہے اور کون جان دینے والا ہے۔ بزدلی شکست اور جوانمردی فتح و کامرانی ہے۔ الغرض ابتلاء و آزمائش ایمان کا تقاضا ہے، اس سے ایمان مضبوط ہوتا اور یقین پکتا ہے۔ یہی ایمان اور یقین کا مضمون اللہ رب العزت نے سورۃ آل عمران ۱۳۸ تا ۱۵۴ میں بھی بیان فرمایا۔ اس مضمون کا پس منظر غزوہ احد ہے۔ قرآن مجید ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون (تم کبھی ہمت نہ ہارنا نہ کبھی غم کرو) کے ذریعے قیامت تک کے اہل حق کو مخاطب کر رہا ہے کہ قسمت ہارو گے، غم کرو گے تو مایوسی آئے گی، اس سے یقین ختم ہوگا، نتیجتاً اللہ کی مدد نہ آئے گی۔ انتم الاعلون یقین رکھو کہ فتح تمہاری ہے، یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ شرط ایمان پر قائم رہنا ہے جو متزلزل ہو جائے، اس کا مطلب ہے کہ اس میں ایمان کامل نہیں رہا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے وتلک الایام نداولھا بین الناس کے تحت گردش ایام کی حکمت بھی سمجھائی۔ انسان کے ذہن نارسا میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں نہیں کہ اہل حق کو اللہ تعالیٰ کامیاب کر کے منزل تک پہنچا دے۔ فرمایا: ایسا نہیں ہوتا، آزمائشوں، مصائب، تکالیف سے اس لئے گزارتا ہوں کہ

۱۔ مومنوں کی پہچان کرا دوں کہ یہ وفادار ہیں اور استقامت والے ہیں کہ اتنی مشکلات کے باوجود بھی قائم رہے۔

۲۔ شہادت تک پہنچانا ہوتا ہے، اگر ایسے واقعات نہ ہوں تو یہ شہادت تک کیسے پہنچیں گے۔

۳۔ اللہ ایمان والوں کو ان آزمائشوں سے مزید نکھار عطا کرنا چاہتا ہے۔

۴۔ ان واقعات سے کافروں کو مٹا دینا مقصود ہے۔

۵۔ دنیا والوں کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ثابت قدمی سے جہاد کرنے والے کون ہیں؟

۶۔ یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ مشکلات میں صبر کرنے والے کون ہیں؟

لہذا گردش ایام کے پیچھے یہ چھ نکات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ یہ ذہن نشین رہے کہ وہ ثواب کے طلبگاروں کو نہیں پرکھتا بلکہ انقلاب کے طلبگاروں کو پرکھتا ہے۔ جس طرح لوہے کو بھٹی سے نہیں گزارا جاتا بلکہ سونے کو بھٹی سے گزارا جاتا ہے، جب اونچا درجہ دینا ہو تو لازم ہے کہ پرکھا جائے کہ کیا اس کے قابل بھی ہے۔ جنت میں ایسے ہی نہ جاؤ گے بلکہ اللہ پرکھتا ہے کہ ان میں جہاد کرنے والا کون ہے؟ صبر کرنے والا کون ہے؟ استقامت والا کون ہے؟

آل عمران کی آیت ۱۴۶ اس حقیقت کو واضح کر رہی ہے کہ صرف انبیاء ہی نہیں بلکہ ان کے اولیاء بھی ان کے ہمراہ لڑتے تھے مگر ان مصیبتوں کے باعث نہ ہمت ہاری نہ کمزور ہوئے اور نہ تھکے۔ شکوہ ان کی بولی نہ تھی۔ کیوں، کب اور کیسے؟ ان کی بولی نہ تھی۔ ان کی بولی تھی تو صرف یہ کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا . (آل عمران: ۱۴۷) ''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے''۔

غزوہ احد کے موقع پر جب ایک مرتبہ مسلمان ظاہری طور پر شکست کھا گئے۔ منتشر ہو گئے، ان کے پاؤں اکھڑ گئے تو آقا علیہ السلام کے پاس بھی صرف چند صحابہ رہ گئے۔ حتی کہ ایک وقت اس موقع پر ایسا آیا کہ آقا پوچھتے اب کون آئے گا؟ صحابی آگے بڑھتے اور کفار سے لڑتے لڑتے شہید ہو جاتے۔ آپ ﷺ منتشر ہونے والے صحابہ کو اکٹھے کر رہے تھے۔ اللہ نے آپ کو غم پر غم دیا، یکے بعد دیگرے خبریں آتی کہ کبار صحابہ شہید ہوئے۔ حتی کہ 70 صحابہ شہید ہو گئے۔ اللہ رب العزت نے بعد ازاں جب کامیابی سے ہمکنار فرمایا تو ارشاد فرمایا:

کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا، اس پر غم نہ کرو اور جو مصیبت آئے اس پر بھی نہ غم کرو، یہ سوچنے کا وقت نہیں جو گزر گیا، اس کو نہ سوچو بلکہ یقین، توکل سے آگے بڑھو۔ غموں میں سے تمہیں اس لئے گزارا تاکہ غموں کے خوگر ہو جاؤ۔

3۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 10 جولائی 2015ء (جمعہ)

آج شہر اعتکاف میں معتکفین انفرادی نوافل و اذکار کے بعد نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے تیاری میں مصروف رہے۔ لہذا تربیتی حلقہ جات اور دیگر علمی و فکری مجالس منعقد نہ ہوئیں۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے جامع المنہاج شہر اعتکاف میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

''روزہ وہ عبادت ہے، جس کے اجر کا وعدہ خود اللہ تعالی نے کیا ہے۔ روزہ صبر کا درس دیتا ہے، ایسا صبر جو انسان کو اس کی معراج عطاء کرتا ہے۔ اگر روزہ دار کے روزہ اور عبادت میں اخلاص ہو تو اللہ تعالی اس شخص کو اپنا قرب عطاء کرتا ہے اور دنیا میں رشک ملائک بنا دیتا ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندے کا حساب کرے گا، اس وقت اگر بندے کے پاس روزہ کے علاوہ کچھ باقی نہ بچا تو اللہ تعالی روزہ کے صدقہ بندے کو جنت عطاء کر دے گا۔ اسی طرح کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ جن کے بارے میں فرشتے عرض کریں گے کہ اے اللہ یہ وہ خاص بندہ ہے جو تیرے نیک بندوں کی صحبت میں جا کر روزے رکھتا تھا، اعتکاف بیٹھتا تھا، ان کو تکتا رہتا تھا۔ اس پر اللہ تعالی اس بندے کو خصوصی انعامات سے نوازیں گے۔ رمضان میں گرمی کی شدت، بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرنا یہ حضور ﷺ کی سنت

ہے۔ اس لیے ہمیں روزہ کی ان مشکلات کو سنت سمجھ کر ہی جھیلنا چاہیے۔ پھر یہ روزہ اعلیٰ بن جائے گا۔

ایک عام لوگوں کا روزہ ہے۔ ایک عاشقین اور محبین کا روزہ ہے۔ ایک عرفاء کا روزہ اور ایک اولیاء کا روزہ ہے۔ اللہ رب العزت اپنے اولیاء کو فرمائیں گے کہ جب بھی میں نے تمہیں دنیا میں روزہ سے دیکھا تو تمہاری ہونٹوں کو پیاس سے خشک دیکھا۔ تمہارے بدن کو بھوک و پیاس سے سکڑے ہوئے دیکھا۔ آج قیامت کے دن میری قربت میں آ جاؤ، آج ساری نعمتیں تمہارے لیے ہیں، ان نعمتوں میں سے جو چاہو کھاؤ پیو۔ حضرت انس بن مالک سے مروی حدیث ہے کہ قیامت کے دن روزہ دار جب جنت میں داخل ہو رہے ہوں گے تو ان کے منہ اور ان کی سانسوں میں مشک اور عنبر کی خوشبو منتقل کی جائے گی۔ قیامت کے دن اللہ رب العزت کا ایک خاص دستر خوان ہوگا جسے آج تک کسی آنکھ نے دیکھا نہ ہوگا، نہ کسی کان نے سنا ہوگا، نہ کسی کے وہم و گمان سے گزرا ہوگا۔ اس دستر خوان پر صرف روزہ دار کو ہی بٹھایا جائے گا۔ پھر حوران جنت خاص پکوان روزہ داروں کو پیش کریں گے۔ جب عام لوگ محشر میں اپنا حساب و کتاب دے رہے ہوں گے تو روزہ دار دستر خوان پر کھانے کھا رہے ہوں گے۔ وہ لوگ کہیں کہ مولا ہم سے حساب لیا جا رہا ہے جبکہ لوگ دستر خوان پر بیٹھے ہیں۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ دنیا میں جب تم کھا پی رہے ہوتے تھے تو میرے یہ خاص بندے روزہ سے بھوک پیاس برداشت کر رہے ہوتے تھے''۔

☆ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد معتکفین اپنے روزانہ کے معمولات میں مصروف عمل ہوگئے اور نماز، ذکر، تلاوت قرآن کے ذریعے اپنی پیاس بجھانے لگے۔

☆ آج نماز تراویح کے فوری بعد گوجرانوالہ A ڈویژن اور بہاولپور ڈویژن کے کارکنان کو میڈلز دینے کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں انقلاب مارچ کے دوران ریاستی جبر و تشدد سے زخمی اور جیلوں میں قید کاٹنے والے کارکنان کو "تمغہ بلال" دیا گیا۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے کارکنان کو میڈل پہنائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔

☆ شہر اعتکاف میں آج دوسری طاق رات تھی۔ اس مناسبت سے سالانہ محفل قرأت منعقد ہوئی، جس میں ایران سے آئے ہوئے مہمان قرآء کرام اور قاری نور احمد چشتی نے شرکت کی۔ قاری نور احمد چشتی نے تلاوت قرآن مجید سے پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز اور آواز سے اللہ کے کلام کو پڑھا۔ صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے اپنی ننھی منی آواز میں قصیدہ بردہ شریف پیش کیا۔ ایرانی قراء کی ٹیم کو محترم سہیل احمد رضا (ڈائریکٹر انٹرفیتھ ریلیشنز) نے باقاعدہ خوش آمدید کہا۔ مہمان قراء نے اپنے خاص انداز میں قرآن مجید کی تلاوت، نعت رسول مقبول ﷺ اور اجتماعی طور پر اسماء حسنیٰ پیش کیے۔ پروگرام کا اختتام شب ایک بجے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی خصوصی دعا سے ہوا۔ شیخ الاسلام علالتِ طبع کے باعث آج رات خصوصی خطاب نہ فرما سکے۔ تمام معتکفین نے آپ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعائیں کیں۔

4۔ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 11 جولائی 2015ء (ہفتہ)

آخری عشرہ کی ہر رات معتکفین بیدار رہنے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھنے، اپنی ساعتوں کو منور کرنے اور انتظامیہ کی طرف سے دیئے گئے شیڈول کی پابندی کے باوجود ہشاش بشاش اور پہلے سے کئی گنا بڑھ کر ان مبارک لمحات کو گزار رہے تھے۔ حلقات درود، محترم مفتی صاحب کی فقہی مسائل کی نشست، علمی وفکری دیگر مجالس

سے معتکفین خوب اپنا نصیب سمیٹ رہے تھے۔

☆ آج بعد نماز عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری منہاج گرلز کالج میں قائم خواتین کی اعتکاف گاہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے خواتین معتکفات سے ملاقات کی اور انہیں خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ آپ نے گذشتہ سال تحریک کی انقلابی جدوجہد کے دوران قربانیاں پیش کرنے والی خواتین کی قربانیوں پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور انہیں ایوارڈز اور اسناد سے نوازا۔ اس موقع پر آپ نے اصلاح اعمال واحوال کے حوالے سے خصوصی گفتگو فرمائی۔

☆ بعد از نماز تراویح راولپنڈی ڈویژن، DG خان ڈویژن، ہزارہ، پشاور اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ان جانثار کارکنان کو تمغہ سیدنا بلال سے نوازا گیا جن کی قربانیوں اور مشن کے ساتھ استقامت نے اس تحریک اور اس کے کارکنان کو عظیم تحریک اور عظیم کارکنان کے عنوان کا حقدار ٹھہرایا۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے ان کارکنان کو میڈلز پہنائے جبکہ شیخ الاسلام نے ان سے مصافحہ فرماتے ہوئے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ شہر اعتکاف میں ہونے والی میڈلز تقسیم کی ان جملہ تقاریب میں نقابت کے فرائض محترم شیخ زاہد فیاض، محترم ساجد محمود بھٹی، محترم غلام مرتضیٰ علوی اور محترم بشیر خان لودھی نے انجام دیئے اور خوبصورت الفاظ اور جذبات کے ذریعے ان کارکنان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

شیخ الاسلام کے خصوصی خطاب سے قبل آپ کے چھوٹے پوتے محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے قصیدہ بردہ شریف اور محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ العربی نے ''یانورالعین'' کی صورت میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: مشکلات و مصائب میں ثابت قدمی)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے آج معتکفین کو سورۃ آل عمران کی آیت ۱۵۵ تا ۱۸۵ کے مفاہیم و معانی پر مشتمل درس قرآن دیتے ہوئے کہا کہ مقامِ صبر، یقین کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ راہ انقلاب میں ایسا مقام صبر چاہیئے کہ فولاد بھی ٹکرا جائے تو لرزش نہ آئے۔ تاریخ انسانی میں ظالمانہ نظام کے خلاف جدوجہد کرنے والے دو طرح کے لوگ ہوئے ہیں۔ ایک وہ جو صبر و استقامت کے ساتھ منزل کی طرف سفر کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو مشکلات میں جدوجہد سے کنارا کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ حضور ﷺ کے دور میں بھی غزوہ احد کے موقع پر 300 لوگ منافق عبداللہ بن ابی کے ساتھ چلے گئے تھے۔ قرآن مجید نے کہا ہے کہ شیطان نے ان کے ذہن میں وسوسہ ڈال دیا، جس کی وجہ سے وہ بھاگ گئے۔ جو صحابہ محاذ جنگ پر ڈٹ گئے، انہیں ان کے یقین نے حوصلہ دیا بالآخر پھر اللہ تعالی کی مدد سے کامیابی ان کا مقدر ٹھہری۔

آج خواتین غلبہ اسلام کی جدوجہد میں حصہ لیتی ہیں تو یہ صحابیات کی سنت ہے۔ یہ حسینی سنت ہے۔ اگر ایسا غلط ہوتا تو قافلہ حسین میں خواتین کو شامل نہ کیا جاتا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جو حضور ﷺ کی والدہ کی خادمہ تھیں، وہ میدان احد میں موجود تھیں اور کفار کے حملے سے بھاگ جانے والے مسلمانوں کو پتھر مار کر انہیں میدان جنگ میں آقا ﷺ کی قیادت میں استقامت سے ڈٹ جانے کی طرف راغب کرتی تھیں۔ حتی کہ اس غزوہ احد میں حضرت ام ایمن نے حضور ﷺ کی سیکیورٹی کے فرائض بھی ایک موقع پر انجام دیئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی میدان جنگ میں جا کر حصہ لیا۔

حضرت سعد بن وقاص کی والدہ حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا دفاعی دستے کی سربراہ تھیں۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے جسم کے ساتھ لوہے کی دو زرہیں پہن کر جنگ لڑتی تھیں، ان کے جسم پر تیرہ زخم لگے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا باقاعدہ مسلح ہوکر میدان جنگ میں جاتیں۔ آج تجدید دین، احیائے اسلام اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ کے لئے منہاج القرآن ویمن لیگ کی خواتین انہی بنات اطہار اور صحابیات کی پیروکار ہیں۔

قرآن مجید میں ''ایمان، استقامت اور صبر'' کا مضمون لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر پلٹ پلٹ کر دہرایا جارہا ہے تاکہ اس سے تقویت ایمانی نصیب ہوجائے۔ اس کو بار بار اس لئے بیان کیا جاتا ہے کہ انسانی خصلت ایک ہی ہے، خواہ 1200 سال پہلے کا انسان تھا یا آج کا انسان ہے یا آج کے بعد ہے، مصائب و مشکلات میں بعض اوقات انسان ہمت ہار بیٹھتا ہے لہذا قرآن مجید اسے حوصلے، جرات اور ہمت کا درست دیتے ہوئے بالآخر فتح و کامرانی اس کا مقدر ہونے کی نوید سناتا ہے۔

قرآن مجید نے مومنین کو ایمان و یقین اور استقامت کے ساتھ حق کے ساتھ کھڑے ہونے اور حق کی جنگ لڑنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے، اس طرف توجہ کرنا مومن کا کام نہیں بلکہ مومن، مثلِ مالی ہے کہ

ے مالی دا کم پانی دینا بھر بھر مشکاں پاوے ۔۔۔ مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

لہذا مومن کو چاہئے کہ وہ مالی بنے، خدا نہ بنے۔ اس لئے کہ مالی شکوہ نہیں کرتا بلکہ فلیتوکل المومنون۔ مومن صرف اللہ پر توکل کرتے ہیں، وہ بے صبر نہیں ہوتا۔ یاد رکھیں کہ بے صبری بندے کا حوصلہ کمزور کرتی ہے اور اس میں استقامت پیدا نہیں ہونے دیتی۔ ایمان شک کی جڑیں کاٹتا ہے، جس سے یقین پیدا ہوتا ہے۔ یقین سے توکل جنم لیتا ہے، جبکہ شک بے صبری اور وسوسے لاتا ہے۔ شک سے حوصلہ اور ہمت ختم ہوجاتی ہے۔ مومن کا کام توکل پر قائم رہنا اور یقین کا دامن تھامے رکھنا ہے۔ میری جدوجہد میں مایوسی نہیں، آپ بھی مایوسی کو زندگی سے ختم کر دیں۔ آپ کی یہ جدوجہد رائیگاں نہیں جائے گی اور انقلاب آ کر ہی رہے گا''۔

☆ شیخ الاسلام کے خطاب کے دوران ہی بارش شروع ہوچکی تھی مگر معتکفین اس بارش میں بھی صبح سحری تک بیٹھے آپ کے خطاب کو سماعت کرتے رہے، اور اس برستی بارش کے ساتھ ساتھ انوار وتجلیات الٰہیہ کی بارش کو بھی اپنے قلوب و ارواح میں سموتے رہے۔

5۔ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 12 جولائی 2015ء (اتوار)

رات گئے شروع ہونے والی بارش کا سلسلہ سحری اور نماز فجر کے بعد بھی جاری رہا۔ تمام معتکفین نے اشراق کے نوافل کے بعد چاشت تک آرام کیا اور اس کے بعد پھر ایک مرتبہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے ان مبارک لمحات سے اپنے حصہ کی خیرات اور بھلائی کے حصول کے لئے کمر بستہ ہوگئے۔ کوئی تلاوت قرآن میں کھویا ہے۔۔۔ اور کوئی نوافل کے ذریعے قرب خداوندی کا طالب ہے۔۔۔ کوئی علمی وفکری مجالس ے اپنی علمی پیاس بجھارہا ہے۔۔۔ اور کوئی کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف عمل ہے۔ انتظامیہ کے سینکڑوں احباب اپنی اپنی ذمہ داریاں پہلے دن ہی کی طرح مستعدی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ مرکزی قائدین معتکفین کی رہائش گاہوں کے دورہ جات کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی بھی کررہے ہیں۔

☆ آج محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شہر اعتکاف میں شریک طلبہ کی علمی، فکری اور روحانی تربیت کے لئے مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے زیر انتظام منعقدہ تربیتی ورکشاپ میں خصوصی شرکت کی اور اظہار خیال فرمایا۔

☆ آج نماز تراویح کے بعد اسیران انقلاب اور زخمی ہونے والوں کے اعزاز میں تقریب منعقد ہوئی، جس میں اندرون سندھ، آزاد کشمیر، گوجرانوالہ B اور لاہور B کے کارکنان کو محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے میڈلز اور اعزازی اسناد سے نوازا۔

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: حضور ﷺ سے ہمہ جہت وکامل تعلق اور نعتِ مصطفی ﷺ)

آج شہراعتکاف میں تیسری طاق رات کی مناسبت سے محفلِ نعت منعقد ہوئی جس میں معروف نعت خوانوں نے شرکت کی۔ نعت خوانی سے قبل شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خوبصورت روحانی وعلمی خطاب میں **محمد رسول الله والذين معه** کوعنوان بناتے ہوئے ارشادفرمایا:

’’حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ہر مسلمان کا تعلق ذہنی وفکری، عملی اور قلبی و روحانی ہونا چاہئے۔ یہ تینوں تعلق از حد ضروری، لازمی اور ناگزیر ہیں۔ کسی کی تعلیمات کو جب قبول کرتے ہیں تو افکار وتعلیمات کی صحت نصیب ہوتی ہے اور یہاں سے عقیدہ تشکیل پاتا ہے، جب طرز عمل کو عملاً اپناتے ہیں تو اطاعت واتباع کے تعلق سے اطاعت کا فریضہ پورا ہوتا ہے اور جب کسی کی ذات سے شدید محبت کرتے ہیں تو اس سے قلبی و روحانی تعلق استوار ہوتا ہے۔ تعلق کی کلیت، ہمہ جہتی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہمارے ذہن و افکار ونظریات آقا ﷺ سے جڑے ہوں اور آپ ﷺ کے تابع ہوں۔ اعمال، اخلاق، احوال اور طور طریقے بھی آقا ﷺ کے تابع ہوں اور ہمارے قلبی جذبات بھی حضور ﷺ کے ساتھ جڑے ہوں۔ اس لئے دین کے تین درجات بیان ہوئے ہیں:

۱۔ ایمان ۲۔ اسلام ۳۔ احسان

ایمان سے عقیدہ، اسلام سے عمل، احسان سے روحانی تعلق درست ہوتا ہے۔ فکر کا محل/جگہ دماغ و ذہن ہے، عمل کا محل/ جگہ جسم ہے اور محبت کا محل قلب ہے۔ اگر تینوں چیزوں کو حضور ﷺ کے ساتھ نہیں جوڑیں گے تو ایمان کامل نہ ہوگا، اسلام فائدہ نہ دے گا اور احسان پختہ نہ ہوگا۔ نعت خوانی ان ذرائع میں سے اہم ترین ذریعہ ہے جس سے آقا ﷺ کے ساتھ مسلمان کا قلبی، عشقی، حبی اور جذباتی مضبوط تعلق قائم ہوتا ہے۔ یہ مجرب ترین ذریعہ ہے۔ اس لئے کہ ثناء خوانیٔ رسول کی اصل اللہ کی سنت ہے۔ اس نے حضور ﷺ کا نام ہی ’’محمد‘‘ رکھا ہے‘‘۔ محمد اس ذات کو کہتے ہیں جس کی ہر وقت نعت کی جائے۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں اپنا تعارف سورۃ فاتحہ میں ’’الحمدللہ‘‘ سے کرایا۔ حمد، کسی کی تعریف، حسن و جمال، کمال و قدرت، تصرف و اختیار کی تعریف کرنا ہے۔ جب ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں تو چاہئے یہ تھا کہ اللہ کا نام ’’محمد‘‘ ہو کیونکہ لفظِ ’’محمد‘‘ میں لفظِ ’’محمود‘‘ کے مقابلے میں حمد کا مبالغہ ہے۔ مگر اس نے کہا کہ میرا نام ’’محمود‘‘ ہے۔ ’’محمود‘‘ کا معنی ہے جس کی تعریف کی جائے جبکہ محمد کا معنی ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے۔ سوال ہے کہ باری تعالیٰ ’’محمد‘‘ تجھے ہونا چاہئے تھا، جبکہ تو نے اپنے برگزیدہ بندہ کا نام ’’محمد‘‘ رکھا۔ ایسا کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ میری حمد مخلوق کرتی ہے، اس لئے میں ’’محمود‘‘ ہوا اور ’’محمد‘‘ کی حمد وتعریف میں کرتا ہوں اس لئے ان کا نام ’’محمد‘‘ رکھا۔ جن کی تعریف تم کرو وہ ’’محمد‘‘ ہوگا یا جس کی تعریف میں کروں تو وہ ’’محمد‘‘ ہوگا۔ لازمی بات ہے کہ جس کی تعریف میں کروں وہ

''محمد'' ہوگا۔ اس لئے کہ مجھ سے بڑھ کر ذاتِ محمد ﷺ کی تعریف کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ میں تو تمہاری حمد سے بے نیاز ہوں۔ مجھے تمہاری حمد کی حاجت نہیں۔ میرا نام محمود ہوتا یا کوئی اور، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مگر میں اپنے رسول ﷺ کی تعریف اوران کا ذکر **ورفعنالک ذکرک** کے تحت کرتا ہی رہوں گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا مبارک، آپ کے شمائل، آپ کے فضائل اور آپ کے اوصافِ حمیدہ کا بیان؛ خواہ نثر میں ہو یا نظم میں یہ سب نعت رسول کے زمرہ میں داخل ہے۔ حضور ﷺ کا میلاد اور نعت خوانی ہمارے جذبات کو حضور ﷺ سے جوڑتے ہیں۔ بندہ حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوتا اور پھر اسی تناظر میں اعمال کی طرف بھی راغب ہوتا ہے۔ آقا ﷺ کی مدح سرائی، تعریف و توصیف اور صحبت نے صحابی کو ایسی فضیلت دی کہ چالیس چالیس سالوں تک روزے رکھنے والے اور نوافل پڑھنے والے اولیاء بھی کسی ادنیٰ صحابی کے برابر بھی نہیں ہوسکتے۔ صحابی بننے کیلئے علم، نوافل و عبادات اور فضائل کی کوئی شرط نہیں، بس ایک شرط ہے کہ حالت ایمان میں ایک لمحہ کی صحبتِ مصطفیٰ ﷺ میسر آجائے۔ نعت خوانی کرنے اور سننے سے صحابیت کا فیض ملتا ہے اور یہ عمل گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے''۔

☆ شیخ الاسلام کے اس خصوصی خطاب کے بعد محفل نعت کا آغاز ہوا۔ محترم صاحبزادہ تسلیم احمد صابری نے اپنے مخصوص انداز میں نقابت کے فرائض ادا کیے۔ محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے قصیدہ بردہ شریف اور ''یا نور العین'' کی صورت میں آقا ﷺ کی مدح سرائی کی سعادت حاصل کی۔ دھیمے اور مخصوص لہجے کے مالک محترم سید زبیب مسعود نے مختلف کلام پیش کیے جنہیں شہر اعتکاف کے مکینوں نے بے حد پسند کیا۔ معروف نعت گو شاعر محترم احمد علی حاکم اور محترم سرور حسین نقشبندی کے کلام بھی حاضرین کے دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ کے نور سے منور کرتے رہے۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ نعت خوان محترم شہباز قمر فریدی کی نعت نے رنگ و نور کی محفل پر وجدانی کیفیت طاری کر دی۔ عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ بارش کے باوجود محفل میں جم کر بیٹھے رہے۔ یہ محفل نعت Q.TV اور دیگر TV چینلز کے ذریعے براہ راست نشر کی گئی۔

☆ شیخ الاسلام کے خطاب اور محفل نعت کے دوران بارش کی ہلکی پھوار کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔ یہ سلسلۂ بارش شرکاء کے جذباتِ محبت کم نہ کرسکا بلکہ عشاق و محبین ان خوبصورت کلاموں پر دیوانہ وار جھومتے اور مکین گنبد خضراء کے تصورات میں کھوئے رہے۔ پروگرام کے اختتام پر شیخ الاسلام نے QTV، ARY کی انتظامیہ، حاجی صاحبان اور انتظامیہ کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ

''وہ عشق رسول ﷺ کے عظیم مشن کی خدمت کررہے ہیں اور اطاعت رسول ﷺ کو فروغ دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بے حساب اجر عطا فرمائے۔ محترم صاحبزادہ تسلیم احمد صابری ایک پورا قافلہ ثناء خوانان لے کر آئے اور حضور ﷺ کے عشق و محبت کی شمع جلائی، اللہ ان تمام کو جزائے خیر دے۔ بارش کی یہ رم جھم، رحمت کی یہ خوبصورت پھوار محفل کی قبولیت کی علامت ہے''۔

شیخ الاسلام نے اس موقع پر منہاج القرآن یوتھ لیگ لاہور کے دیرینہ کارکن محترم شہزاد احمد قادری کو بالخصوص مبارکباد دی کہ جنہوں نے اس خوبصورت محفل کے اہتمام میں اہم کردار ادا کیا۔

6۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/13 جولائی 2015ء (سوموار)

رات گئے بارش کا شروع ہونے والا سلسلہ سحری کے بعد دن کے مختلف اوقات میں بھی جاری و ساری رہا۔

معتکفین چند گھنٹے آرام کے بعد ایک مرتبہ پھر رضائے الٰہی کے حصول اور محبت رسول ﷺ کی خیرات کو سمیٹنے کے لئے کمر بستہ ہو چکے تھے۔ شہر اعتکاف میں کسی جگہ سے تلاوت قرآن پاک کی صدا آرہی ہے تو کوئی ذکر جلی وخفی میں کھویا ہے، کہیں مناجات کا سلسلہ جاری ہے اور کوئی علمی وفکری حلقات کے ذریعے اپنے ذہن کو سیراب کررہا ہے۔

☆ آج پاکستان عوامی تحریک اور دیگر فورمز کے زیر انتظام خصوصی تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کیا گیا جس میں سینئر قائدین نے بریفنگز دیں۔ علاوہ ازیں مختلف نظامتوں اور فورمز نے بھی اپنے معتکفین کے ساتھ علمی وفکری مجالس کے ساتھ ساتھ ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

☆ بعد از نماز تراویح فیصل آباد ڈویژن، ساہیوال ڈویژن، ملتان ڈویژن اور کراچی کے ان کارکنان و جانثاران انقلاب کو میڈلز پہنائے گئے جنہوں نے گذشتہ سال حکومتی و ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنتے ہوئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور زخمی ہوئے۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے کارکنان کو میڈلز پہنائے جبکہ شیخ الاسلام نے ان کارکنان سے مصافحہ فرماتے ہوئے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

خصوصی گفتگو شیخ الاسلام

اس تقریب کے بعد شیخ الاسلام نے معمول کے خطاب سے قبل شرکاء اعتکاف سے مختلف حوالوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''امسال 40 فیصد احباب پہلی اس شہر مرتبہ اعتکاف میں تشریف لائے ہیں۔ ان کی اس مشن مصطفوی کے ساتھ وابستگی اللہ رب العزت کا ان پر خاص کرم ہے۔ اس لئے کہ تحریک منہاج القرآن کی رفاقت سے حضور غوث الاعظمؓ کی ارادت بھی میسر آتی ہے۔ میری درخواست پر حضور غوث الاعظم نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ ''جو منہاج القرآن کا رفیق ہوگا وہ میرا مرید ہوگا''۔ ان شاء اللہ آقا ﷺ اور حضور غوث الاعظم کی نوکری و غلامی میں جہاں میں ہوں گا وہاں میرا ہر رفیق و کارکن میرے ساتھ ہوگا۔ بشرطیکہ جو رفیق ہوگا اور مرتے دم تک رفاقت رکھے گا اور احیائے اسلام، تجدید دین اور غریب ومظلوم عوام کے حقوق کی بحالی کے لئے اس مصطفوی مشن کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائے وہ حضور غوث الاعظم کی مریدی میں ہوگا۔

لہذا یہ امر ذہن نشین رہے کہ جس طرح پہلے بھی کوئی ڈر اور خوف ہمارے دامن گیر نہیں ہوا آئندہ بھی نہ ہو اور اس طرح ہمت، حوصلہ اور استقامت کے ساتھ حق کے راستے پر گامزن رہو۔ دعوت، دروس قرآن، عشق رسول ﷺ کا فروغ اور روحانی دعوت کا سلسلہ نہ پہلے کبھی رکا تھا، نہ رکا ہے اور نہ آئندہ کبھی رکے گا۔ تمام رفقاء، کارکنان، اس مصطفوی مشن کی دعوت کا فریضہ اسی طرح حسب روایت ومعمول سرانجام دیں۔ مردوں کے ساتھ ساتھ پہلے کی طرح خواتین بھی اپنے کردار کو مزید ہمت وحوصلہ سے ادا کریں۔

یاد رکھیں کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی ایک انقلاب بھی ایسا نہیں جس میں قوم نے حق ادا نہ کیا ہو اور ایک جماعت انقلاب لے آئے۔ ہم نے اپنی حالیہ انقلابی جدوجہد میں اپنا حق ادا کردیا، شہادتیں دیں، زخمی ہوئے، لٹ پٹ گئے، لہذا ہم سے کسی کا شکوہ نہیں بنتا۔ جس نے اس قدر استقامت دکھائی وہ شکست خوردہ نہیں بلکہ فتح یاب ہے۔ جو انہیں شکست

خوردہ کہے وہ خود بے ایمان و بے حمیت ہے۔ شکست خوردہ ہم نہیں بلکہ یزیدی کردار والے بزدل ریاستی دہشت گرد و ظالم حکمران ہیں۔ ہم فتح یاب ہیں، تھے اور رہیں گے۔ اپنا حق ادا کر دینا فتح کہلاتا ہے۔ اس جدوجہد کے دوران جو نہ نکلے، انہوں نے حق ادا نہ کیا لہٰذا وہ منافق و بزدل ہیں۔ یاد رکھیں کہ دھرنا انقلاب کی جدوجہد کا ایک باب تھا، اگر قوم باہر نکل آتی تو آخری مرحلہ آجاتا اور Story اس باب پر مکمل ہوجاتی۔ اب کتاب کے اور باب بھی ہیں۔ میرے دست و بازو میں وہی طاقت ہے جو پہلے تھی، حکمران سن لیں کہ میری بیماری میرے منزل کے آڑے نہیں آئے گی اور ان شاء اللہ اس دھرتی پر انقلاب کا سویرا طلوع ہوگا۔

انقلاب ایک جدوجہد ہے، Assesement کے مطابق حکمت عملیاں مرتب کی جاتی ہیں۔ یہ سفر کا حصہ ہے، صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں بھی اس طرح ہوتا رہا ہے۔ آخری مرحلہ نہیں آیا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آخری مرحلہ ختم ہوگیا۔ ہمارا آخری مرحلہ آنا باقی ہے اور ان شاء اللہ آئے گا۔ ہماری جدوجہد حق کی جدوجہد ہے، اس نے فتح یاب ہونا ہے لیکن اس انقلاب کے راستے کی شرائط بھی یاد رکھ لیں کہ ایمان، یقین اور استقامت سے ہی انقلاب آئے گا۔ یہ آفاقی، قرآنی اور سنت نبوی ﷺ کا قاعدہ ہے۔ تمام رفقاء و کارکنان اور تحریک منہاج القرآن سے وابستہ ہر شخص اپنی روحانیت کو مزید طاقتور کرے، ایمان، یقین، عشق رسول ﷺ، توکل، استقامت، صدق اخلاص روحانیت ہماری طاقت کا سرچشمہ ہی سے ہماری طاقت کا سرچشمہ پھوٹتا ہے۔

آئندہ آنے والے بلدیاتی انتخابات میں بھرپور حصہ لیں۔ سیاسی و انتخابی جدوجہد کے ذریعے عوام تک اپنا پیغام گھر گھر پہنچائیں۔ انقلاب کا انحصار کسی ایک چیز پر نہیں ہے بلکہ انقلاب و انتخابات ساتھ ساتھ چلیں گے۔ ہمارے انتخابات میں حصہ لینے کے عمل میں بھی ہمارا اپنا منفرد کردار سامنے آئے۔ روحانیت، ایمان، یقین، استقامت، توکل، اخلاص، عشق رسول ﷺ، طہارت، تقویٰ کے حوالے سے کبھی بھی قدم متزلزل نہ ہوں۔ یہ تحریک رابطہ عوام اور استحکام ایمان کی بھی تحریک ہے"۔

☆ اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شرکاء اعتکاف کو آگاہ فرمایا کہ

"محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی (مرکزی صدر PAT) اور محترم شیخ زاہد فیاض (ناظم اعلیٰ تنظیمات) نے اپنی نجی مصروفیات اور گھریلو مجبوریوں کی بناء پر مرکز پر آئندہ کچھ عرصہ کے لئے مزید خدمات سرانجام دینے سے معذرت کا اظہار کرتے ہوئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ میں نے ان کی مجبوریوں کے پیش نظر ان کی اس درخواست کو قبول کرلیا ہے۔ جونہی ان کی گھریلو مجبوریاں اور نجی مصروفیات ختم ہوں گی یہ ایک مرتبہ پھر ہمیں کل وقتی خدمات کے لئے میسر ہوں گے۔ اس دوران وہ مشن اور تحریک کے امور میں اپنی ذاتی استطاعت کے مطابق سرگرم عمل رہیں گے۔ مجھے اپنے ان دونوں بیٹوں پر نہایت فخر ہے۔ 33 سال کی تاریخ میں ان جیسا صلاحیتوں و استقامت والا کارکن میں نے نہیں دیکھا۔ انہوں نے 12 سال مرکز پر خدمات سرانجام دیں۔ میں پہلے بھی ان سے خوش تھا، اب بھی خوش ہوں اور آئندہ بھی مشن کے ساتھ Commitment کی وجہ سے یہ ان شاء اللہ میرے لئے خوشی ومسرت کا باعث ہوں گے"۔

اس موقع پر محترم شاکر مزاری نے تمام شرکاء اعتکاف اور کارکنان تحریک کی نمائندگی کرتے ہوئے ان دونوں احباب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: فتح حق کا مقدر ہے)

کارکنان تحریک کے ساتھ مختلف امور پر اس اظہار خیال کے بعد شیخ الاسلام نے سورۃ الاحزاب کی آیت ۱۰ تا ۱۸ تک کا درسِ قرآن دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

''غزوہ خندق/ احزاب کا ذکر ان آیات میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں سیرت مصطفیٰ کا ذکر ہورہا ہے۔ قرآن مجید سے بہتر سیرت کی کوئی کتاب نہیں مگر اس کا انداز جدا ہے۔ قرآن مجید، صحابہ کرام کو فتح کے راستے میں آنے والی مشکلات کا ذکر کررہا ہے کہ تمہاری آنکھیں پھر گئی تھیں، دل دہشت سے باہر نکل آئے تھے۔ ان حالات میں مومنوں کی آزمائش کی گئی اور انہیں سخت جھٹکے دیئے گئے۔ اس وقت دو طبقے تھے۔ ا۔ منافق، ۲۔ جن کے دلوں میں شک و شبہ کی بیماری تھی، عقیدہ کمزور تھا۔

قرآن نے **والذین فی قلوبھم مرض** کہہ کر دوسرے طبقہ کو منافقین سے علیحدہ کردیا ہے یعنی باتیں منافقوں والی کرتے تھے مگر ان کے دل میں شک و شبہ تھا۔ معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں یقین کی کمی تھی، گویا تمام افراد ایمان و یقین کی ایک سطح پر نہیں ہوتے۔ گذشتہ دروس میں بیان کردہ سورۃ آل عمران کی آیات اور مذکورہ سورۃ الاحزاب کی آیت ایمان، عقیدہ اور نظریہ کو مضبوط کرنے کا ایک مکمل پیکج ہیں۔ یہ آیات ایک مومن کو حوصلہ دیتیں، اس میں سے شک و شبہ کو ختم کرتیں اور اسے استقامت پر گامزن کرتی ہیں۔ اسی طرح اگر ہم ''سورۃ محمد'' کی آیات ۳۱ اور ۳۵ کا مطالعہ کریں تو وہاں بھی یہی ایمان، یقین اور استقامت کا مضمون موجود ہے۔ جس میں واضح فرمادیا کہ ہمت اور حوصلہ نہ ہارنا، ڈٹے رہنا **انتم الاعلون** کی نوید تمہارے لئے ہی ہے۔ اسی طرح ''سورۃ الفتح'' کا پس منظر صلح حدیبیہ اور پیش منظر فتح مکہ، اس کی آیات بھی اسی بات کا اظہار ہیں کہ اہل حق کے لئے آزمائشوں اور امتحانات کا زمانہ آتا ہے مگر بالآخر فتح انہی کا مقدر بنتی ہے۔

مشکلات و آزمائشوں کے باوجود انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کی سنت کے مطابق ہم حسینیوں کی جنگ یزیدیوں کے خلاف جاری رہے گی۔ کبھی مراحل کو آخری مرحلہ نہ سمجھیں۔ Ups & Down جدوجہد کا حصہ ہیں۔ انقلاب شرمندہ تعبیر ہوگا، دنیا کی کوئی طاقت آپ سے آپ کی منزل نہیں چھین سکتی۔ ایمان، توکل، یقین، عشق رسول ﷺ تمہاری طاقت ہے، اللہ پر یقین کو کامل رکھیں، عشق رسول ﷺ کی دھوم مچادیں، بالآخر فتح تمہارا ہی مقدر ہوگی''۔

7۔ ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 14 جولائی 2015ء (منگل)

شہر اعتکاف کو آباد ہوئے آج چھٹا دن ہے۔ معتکفین نے ساری رات شیخ الاسلام کا خطاب سماعت کیا۔ سحری کے بعد 4 گھنٹے آرام کے بعد تمام معتکفین نے انفرادی معمولات ادا کئے۔ حلقہ جات میں ذکر و فکر کی مجالس منعقد ہوئیں۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ سے منسلک سینکڑوں نوجوان بھی اس شہر اعتکاف میں شریک تھے۔ آج بعد نماز عصر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ان نوجوانوں سے خصوصی ملاقات کی اور اظہار خیال فرمایا۔ بعد ازاں شہر اعتکاف میں شریک طلبہ کے لئے مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ نے آج افطار ڈنر کا اہتمام کررکھا تھا۔ اس تقریب میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین نے خصوصی شرکت کی اور طلبہ سے اظہار خیال فرمایا۔

عالمی روحانی اجتماع۔لیلۃ القدر

تحریک منہاج القرآن کے شہر اعتکاف میں 27 رمضان المبارک کی شب عالمی روحانی اجتماع (لیلۃ القدر) منعقد ہوا۔ جس کے مہمان خصوصی جگر گوشہ قدوۃ الاولیاء حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی مدظلہ تھے۔ سٹیج پر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم صاجبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی، محترم صاجبزادہ احمد مصطفیٰ العربی، محترم مسکین فیض الرحمٰن درانی، محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، محترم شیخ زاہد فیاض، محترم سید الطاف حسین گیلانی، محترم پیر مخدوم ندیم ہاشمی اور متعدد علماء و مشائخ بھی تشریف فرما تھے۔

روحانی اجتماع میں شہر اعتکاف کے ہزاروں معتکفین ومعتکفات کے علاوہ لاکھوں عشاقان مصطفیٰ مرد و خواتین نے بھرپور شرکت کی۔ پروگرام کی تمام کارروائی www.Minhaj.tv اور دیگر نجی ٹی وی چینلز کے ذریعے براہ راست نشر کی گئی۔ عالمی روحانی اجتماع میں دنیا بھر کے علاوہ انڈیا کے 200 سے زائد مقامات پر لوگوں نے اجتماعات کی صورت میں www.Minhaj.tv کے ذریعے شرکت کی۔

عالمی روحانی اجتماع کا آغاز محترم قاری نور احمد چشتی کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ محترم محمد افضل نوشاہی، منہاج نعت کونسل، محترم امجد بلالی برادران، محترم خرم شہزاد، حیدری برادران اور دیگر ثنا خوانان مصطفیٰ ﷺ نے نعت رسول مقبول کی سعادت حاصل کی۔ نقابت کے فرائض محترم علامہ محمد اعجاز ملک نے انجام دیئے۔

شیخ الاسلام کی نئی تصانیف

اس موقع پر محترم علامہ ارشاد حسین سعیدی نے اعتکاف کے موقع پر شیخ الاسلام کی نئی آنے والی درج ذیل کتب کا تفصیلی تعارف پیش کیا:

1. معارج السنن (المجلد الخامس)(920 صفحات)
2. الجہاد الاکبر(148 صفحات)
3. اِسلام میں محبت اور عدمِ تشدّد(288 صفحات)
4. توبہ و اِستغفار(568 صفحات)
5. اَلْأَحْكَامُ الشَّرْعِيَّة فِي كَوْنِ الْإِسْلَامِ دِيْنًا لِخِدْمَةِ الْإِنْسَانِيَّة (اِسلام اور خدمتِ اِنسانیت)(552 صفحات)
6. السعادة فِي الْمَحَبَّة وَالْعِبَادَة ﴿محبت وعبادتِ اِلٰہی﴾(184 صفحات)
7. حُقُوْقُ الْعِبَاد عَلٰی خَالِقِ الْعِبَاد ﴿اللہ تعالیٰ پر بندوں کے حقوق﴾(136 صفحات)
8. اَلْكَرَامَة فِي حُسْنِ النِّيَّةِ وَالْاِسْتِقَامَة ﴿حسنِ نیت اور اِستقامت﴾(136 صفحات)
9. خَيْرُ الْعَوْدَة فِي الْخَشْيَةِ وَالتَّوْبَة ﴿خشیتِ اِلٰہی اور توبہ و اِستغفار﴾(136 صفحات)
10. اَلتَّبَتُّل مَعَ التَّقْوٰی وَالطَّاعَةِ وَالتَّوَكُّل ﴿تقویٰ و طاعتِ اِلٰہی اور توکل﴾(144 صفحات)
11. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کے لیے
12. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: اَئمہ، خطباء اور علماء کرام کے لیے(248 صفحات)

13. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: اَساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات کے لیے(280 صفحات)

14. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: طلبہ و طالبات کے لیے(260 صفحات)

15. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے(288 صفحات)

16. المنهج الإسلامی لتعزیز السلام ومکافحة الإرهاب: للأئمة والعلماء والأساتذة الکرام(394 صفحات)

17. المنهج الإسلامی لتعزیز السلام ومکافحة الإرهاب: للشباب والطلبة(304 صفحات)

18. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام 9: نکاح اور طلاق(472 صفحات)

19. Muhammad ﷺ: The Peacemaker(450 Pages)

20. Relations of Muslims and non-Muslims(252 Pages)

21. Islam on Serving Humanity(456 Pages)

22. Islam on Love & non-Violence(228 Pages)

23. The Supreme Jihad(132 Pages)

24. Islamic Spirituality & Modern Science (The Scientific Bases of Sufism)(144 Pages)

25. Peace, Integration and Human Rights(140 Pages)

26. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: For Clerics, Imams and Teachers (256 Pages)

27. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: For Young People and Students (222 Pages)

28. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: Further Essential Readings(452 Pages)

29. FATWA contro il TERRORISMO e ATTENTATI SUICIDI—Italian Translation of Fatwa Summary booklet(52 Pages)

اس موقع پر محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے شہداء انقلاب اور ہمت، جرات اور حوصلہ سے ریاستی دہشت گردی اور ظلم و بربریت کا سامنا کرتے ہوئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والوں اور زخمی ہونے والے کارکنان کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر انہوں نے اس عزم کو دھرایا کہ ہم دھرتی کے مظلوم و مقہور عوام کے آئینی و بنیادی حقوق کی

بحالی کے لئے اپنی کاوشیں اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک اس دھرتی پر مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع نہیں ہوجاتا۔ ہم نے ان شہداء اور قربانیاں دینے والے کارکنان کو نہ پہلے فراموش کیا اور نہ آئندہ کریں گے۔ ان شہداء کے قاتلوں کی پھانسی تک نہ چین سے بیٹھیں گے اور نہ ان کے خون سے غداری کریں گے۔

بعد ازاں درج ذیل شہداء انقلاب (سانحہ ماڈل ٹاؤن، یوم شہداء 10 اگست، شہداء انقلاب مارچ اسلام آباد) کے لواحقین اور ورثاء کو جگر گوشہ قدوۃ الاولیاء حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی مدظلہ کے دست اقدس سے ''نشان سیدنا امام حسینؓ' (مردوں کیلئے) اور ''نشان سیدہ فاطمۃ الزہراؑ (خواتین کیلئے) سے نوازا گیا:

۱۔تنزیلہ امجد (لاہور)	۲۔شازیہ مرتضیٰ (لاہور)	۳۔محمد عمر صدیق (لاہور)
۴۔محمد اقبال (لاہور)	۵۔عاصم حسین (لاہور)	۶۔غلام رسول (لاہور)
۷۔حکیم صفدر حسین (شیخوپورہ)	۸۔محمد شہباز (مریدکے)	۹۔محمد رضوان (چکوال)
۱۰۔خاور نوید (کوٹ مومن)	۱۱۔رفیع اللہ نیازی (فیصل آباد)	۱۲۔ڈاکٹر محمد الیاس (خانپور)
۱۳۔عبدالمجید (بھکر)	۱۴۔شکیلہ بی بی (گوجرانوالہ)	۱۵۔سیف اللہ چٹھہ (گوجرانوالہ)
۱۶۔محمد یونس (دیپالپور)	۱۷۔ظہور احمد (سوہاوہ)	۱۸۔رفیع اللہ (بھکر)
۱۹۔گلفام (پسرور)	۲۰۔محمد عزیز (مٹھی)	۲۱۔نوید رزاق (راولپنڈی)
۲۲۔حمیرا امانت (گوجرانوالہ)	۲۳۔محمد آصف (کوٹ مومن)	

☆ عالمی روحانی اجتماع کے دوسرے سیشن کے آغاز میں محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی نے نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہداء انقلاب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ شہداء انقلاب کی بنیاد رکھنے والے ہیں، ان کے خون کو قاتلوں کے قارونی خزانے بھی نہیں خرید سکتے۔ وارثانِ شہدائے انقلاب کی غربت اور غیرت کو سلام، انہوں نے قاتل حکمرانوں کی کروڑوں کی آفریں ٹھکرا کر میرا سر فخر سے بلند کردیا۔ یہ تحریک ایسی نہیں جس سے شہداء کے خون کی ڈیل ہوسکے، ڈیل کی تہمتیں لگانے والوں اور قاتلوں کے خزانوں پر بھی لعنت ہو۔ قاتل حکمران آج کے یزید اور قارون ہیں۔ ہم وہ غیرت مند ہیں جو خدا کے نام پر بک چکے ہیں، دنیا کا کوئی قارون ہمیں خرید نہیں سکتا۔ ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا جب مردانِ حق کی ٹھوکر سے قاتل اڑ جائیں گے اور ان کا غبار بھی کہیں نظر نہیں آئے گا۔ قاتل حکمران اس وقت سے ڈریں جب ہر غریب اور مظلوم شخص کے خون کا حساب دینا ہوگا۔

تاریخ عالم کا سب سے بڑا پیغامِ انقلاب قرآن پاک کی صورت میں نازل ہوا جس کا ہر حرف قیامت تک کیلئے ذریعہ نجات اور چشمہ ہدایت و رہنمائی ہے۔ پاکستان کی عظیم اسلامی سلطنت بھی آج کی مقدس رات کا تحفہ ہے۔ آیئے سب ملکر آج اپنے اس عہد کو دہرائیں کہ پاکستان کو دہشتگردی، مذہبی و سیاسی انتہاپسندی سے پاک کرتے ہوئے مدینہ کی فلاحی ریاست کے قالب میں ڈھالیں گے اور اسے دہشتگردوں، انتہا پسندوں، اسلام اور اللہ کے دشمنوں سے پاک کر کے آئندہ نسلوں کیلئے علم اور امن کا گہوارہ بنائیں گے۔ ایسا پاکستان جس میں ہر شہری کو بلارنگ ونسل معاشی، سماجی تحفظ حاصل ہو اور پوری دنیا اس ماڈل اسلامی ریاست پر رشک کرے''۔

خصوصی خطاب شیخ الاسلام (محبتِ الٰہی اور اس کا اجر)

شہداء انقلاب اور کارکنان تحریک کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے بعد آپ نے علمی و روحانی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''جنتی جنت میں گم ہوں گے کہ اچانک ان کے اوپر ایک نور چھا جائے گا۔ وہ حیران ہوکر اوپر دیکھیں گے، ان پر اللہ کا حسن جلوہ فرما ہوگا۔ آواز آئے گی **السلام علیکم یااھل الجنة**. اے اہل جنت تم پر سلامتی ہو۔ یہ بیان کرکے حضور ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ یٰسں میں مذکور **سَلٰمٌ قولا من رب الرحیم** سے یہی مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ جنت میں جنتیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائے گا کہ

یا اهل الجنةهل رضیتم؟ ''اے اہل جنت کیا تم راضی/ خوش ہو؟''

یہاں تو ہم عمر بھر عرض کرتے رہتے ہیں کہ کیا اللہ ہم سے راضی ہے؟ منزل پر پہنچ کر اللہ فرمائے گا کیا تم مجھ سے راضی ہو؟ جنتی کہیں گے مولیٰ ہم تجھ سے راضی کیوں نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دے دیا ہے جو مخلوق میں کسی اور کو نہیں دیا۔ اللہ فرمائے گا کیا تمہیں اس سے مزید بہتر عطا نہ کروں۔ بندے عرض کریں گے: مولیٰ! کیا اس سے بڑھ کر بھی ہے؟ اللہ فرمائے گا کہ میں تم سے ایسا راضی ہوا ہوں کہ کبھی تم سے ناراض نہ ہوگا اور پھر فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے اور ان جنتیوں کے درمیان سے حجاب ہٹادو۔ اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ ان کے لئے اصل انعام واجر دیدار الٰہی ہے۔

اللہ پاک ان بندوں کو اپنی شان کے لائق تکنے لگ جائے گا اور بندے اس کو تکنے لگیں گے۔ جنت کی نعمتیں اس موقع پر جنتی بھول جائیں گے اور اس کے حسن کو تکنے میں گم ہوجائیں گے۔ حجاب دوبارہ آجائے گا اور یہ اللہ کا نور لے کر اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے۔

حضرت سعید بن میسّب سے روایت کہ میری ملاقات حضرت ابوہریرہؓ سے ہوئی، ملاقات کے بعد اٹھنے لگے تو حضرت ابوہریرہؓ فرمانے لگے: اچھا سعید! اب جنت کے بازار میں ملاقات ہوگی۔ میں نے پوچھا: حضرت کیا جنت میں بھی بازار ہوں گے؟ فرمایا: ہاں جب جنتیوں کو ان کے اعمال کے مطابق منازل مل جائیں گی پھر اُن میں سے کئی کو ہر جمعہ کو دیدار الٰہی کرایا جائے گا، کئی کو ہر روز کروایا جائے گا اور کئی لوگوں کو دن میں دو مرتبہ دیدار الٰہی عطا کیا جائے گا اور جنت میں ہر روز اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کلام کرے گا۔ یہاں تک اللہ ہر ایک بندہ کا نام لے کر اس کا حال پوچھے گا۔ دیدار الٰہی اور اپنے کلام سے مشرف فرمانے کے بعد اللہ فرمائے گا کہ اب جنت کے بازار میں جاؤ اور جو چاہو وہاں سے لے لو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت سعید سے کہا کہ اس کے بعد ہم جنت کے بازاروں میں جائیں گے اور جو چاہیں گے وہاں سے لے لیں گے۔

لوگو! تقویٰ، پرہیزگاری، عشق رسول ﷺ، اطاعت رسول ﷺ، اولیاء وصلحاء کی سنگت سے استقامت سے قائم ہوجاؤ، طہارت اختیار کرو، اولیاء کے رنگ اپنالو تاکہ جنت کے تمام دروازے تمہارے لئے کھول دیئے جائیں۔

حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل تھا جس کے سبب آپ خلیل ہوگئے؟ فرمایا: میں اس کی محبت میں ہر طرف سے کٹ گیا، پس اس سے محبت نے مجھے خلیل بنادیا۔

حضرت شعیبؑ کی بینائی اللہ کی محبت میں تین دفعہ گئی اور تین دفعہ واپس آئی۔ اللہ رب العزت نے پوچھا کہ کیا تو جنت کے لئے روتا ہے؟ تو وہ تو تیرے لئے واجب ہوگئی۔ کیا دوزخ کے ڈر سے روتا ہے؟ وہ تو تجھ سے دور کردی گئی

ہے۔ عرض کیا کہ مجھے تیرے دیدار کا شوق رلاتا ہے کہ وہ دن کب آئے گا جب تیرے دیدار اور رویت کو حاصل کروں گا۔ عاشق نہ دنیا کا طلبگار ہوتا ہے نہ جنت کا بلکہ اللہ کے دیدار کا طالب ہوتا ہے۔

حضرت داؤدؑ نے عرض کیا مولیٰ! تیرے بندوں میں تیری محبت کیسے ڈالوں؟ فرمایا میرے بندوں کو میری محبت کی باتیں سنایا کر، میرے دیدار کی لذت سنایا کر، جوں جوں وہ سنیں گے میرے عاشق ہوجائیں گے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا: جسے اللہ کی محبت کا خالص حصہ مل گیا وہ دنیا سے بیگانہ ہوگیا۔

؎ دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو　　　عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا کہ کئی لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ جنت میں رہتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے بھی اگر دیدار الٰہی ان سے چھپ جائے تو وہ جنت سے اس طرح پناہ مانگیں گے جس طرح دوزخ سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ وہ کہیں گے ہم تو یہاں آئے ہی تیرے دیدار کے لئے ہیں۔ ہم تو مولیٰ سے مولیٰ کے دیدار کے طالب ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ تم مجھ سے مانگتے ہو جب کہ بایزید مجھ سے نہیں بلکہ مجھے مانگتا ہے، لہذا ایسے لوگوں سے میرا معاملہ الگ ہوتا ہے۔

لوگو! عشق الٰہی و عشق رسول ﷺ تمہاری اصل قوت ہے۔ اس سے جدا نہ ہونا۔ اس کے علاوہ کوئی صلہ نہیں، اس جیسا کوئی پھل نہیں۔ پوری عمر دیدار حق کی تمنا میں کاٹو اور ایمان و یقین کی قوت سے جتنی اذیتوں پر صبر کرو گے باری تعالیٰ اتنا تمہیں نوازے گا، دنیا میں بھی کامیابی تمہارا مقدر ہوگی اور آخرت میں بھی دیدار الٰہی نصیب ہوگا‘‘۔

عالمی روحانی اجتماع کے اختتام پر حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی مدظلہ اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی دعائیں فرمائیں۔

8۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 15 جولائی 2015ء (بدھ)

رمضان المبارک کا آخری عشرہ بھی جوں جوں اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہا تھا، معتکفین کے قلوب و ارواح میں پہلے سے بھی بڑھ کر اعمال صالحہ کی ادائیگی میں عقیدت، وارفتگی، محبت کے جذبات پیدا ہورہے تھے۔ حلقہ جات میں ناظمین دعوت و تربیت اور دیگر سکالرز معتکفین کی علمی و فکری اصلاح میں مصروف عمل تھے۔ ہر نظامت اور فورم معتکفین کی خدمت کے لئے بڑھ چڑھ کر کردار ادا کر رہا تھا۔

آج بعد نماز عشاء اور قبل از نماز تراویح دو رکعت نماز نفل کی امامت شیخ الاسلام کے چھوٹے پوتے محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے کی۔ شرکاء اعتکاف نے اتنی چھوٹی سی عمر میں تجوید و قرات کے اصولوں کے مطابق خوبصورت لحن میں تلاوت کرنے پر محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے ہوئے نہایت مسرت کا اظہار کیا۔

نماز تراویح کی آخری چار رکعت کی امامت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے فرمائی۔ نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد شیخ الاسلام نے معمول کے خطاب سے قبل بچوں کی روحانی و دینی تربیت کے حوالے سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ

’’جس طرح آج میرے پوتے صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے نفل نماز کی امامت کی ہے، یہ امر بچوں کی

اخلاقی، روحانی اور دینی تربیت میں انتہائی موثر ہوتا ہے۔ اس سے بچوں میں رغبت وشوق پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے گھر میں یہ معمول ہے کہ ہم نفل نمازوں کی امامت صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی سے کرواتے ہیں حتی کہ ہمارے گھر میں قائم حلقہ درود کے وظائف بھی اجتماعی طور پر ہمیں یہ دونوں پڑھاتے ہیں۔ بعد ازاں ہم ان کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں مختلف انعامات اور تحائف دیتے ہیں۔ اس معمول کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ میں سے بھی ہر شخص اپنے گھر کے اندر اسی طرح کا ماحول اور معمول شروع کرے تاکہ ہماری نسلیں بھی دین اور روحانیت کے ساتھ اپنا تعلق اپنے بچپن ہی سے پیدا کرلیں۔

اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مریم علیہا السلام کے بچپن کے دنوں میں ان میں عبادت کا ذوق وشوق پیدا کرنے کے لئے خصوصی اہتمام فرمایا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے حجرے کے اندر انہیں بے موسمی پھل کا عطا ہوجانا ان کی تربیت اور عبادت میں ان کے ذوق وشوق کو پروان چڑھانے کے لئے بھی تھا وگرنہ موسمی پھل بھی بھیجے جاسکتے تھے، حضرت زکریا علیہ السلام بھی پھل لاسکتے تھے مگر ایسا نہ کیا بلکہ جب وہ حجرۂ زکریا میں مصروفِ عبادت ہوتیں تو اچانک ان کو بے موسمی پھل میسر آجاتے جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی۔ آپ بھی اپنے بچوں کے اندر عبادت کا ذوق اور عادت پیدا کرنے کے لئے ان کی پسندیدہ چیزوں کے تحائف اور انعامات کا اہتمام کیا کریں اور انہیں بچپن ہی سے دین اسلام کی خوبصورت تعلیمات کی طرف ذوق وشوق دلائیں تاکہ ہماری نسلوں کا ایمان محفوظ رہ سکے''۔

☆ بچوں کی تربیت کے حوالے سے اس خوبصورت گفتگو کے بعد شیخ الاسلام خواتین کی اعتکاف گاہ میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے خواتین کے حقوق وفرائض اور معاشرے کی اصلاح میں ان کے کردار پر اظہار خیال کیا۔ اس موقع پر آپ نے گذشتہ سال تحریک کی انقلابی جدوجہد میں قربانیاں اور خدمات پیش کرنے والی خواتین میں میڈلز اور اسناد بھی تقسیم فرمائیں۔

☆ شیخ الاسلام کے خواتین اعتکاف گاہ میں روانگی کے بعد مرکزی اعتکاف گاہ میں شرکاء کو عالمی سطح پر تحریک منہاج القرآن کی احیائے اسلام، تجدید دین کے لئے کی جانے والی کاوشوں کے تناظر میں جون 2015ء میں فروغ امن اور انسداد دہشت گردی کے لئے شیخ الاسلام کے مرتب کردی امن نصاب کی افتتاحی تقریب کی ڈاکومنٹری دکھائی گئی۔ یاد رہے کہ یہ امن نصاب انسانیت اور ہماری آنے والی آئندہ نسلوں کو دہشت گردانہ وانتہاء پسندانہ افکار وخیالات سے محفوظ کرنے کا ایک تاریخی اقدام ہے۔ شرکاء اعتکاف نے شیخ الاسلام کی اس کاوش پر انہیں بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔

ڈاکومنٹری کے بعد محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے اس تقریب اور امن نصاب کے حوالے سے شرکاء اعتکاف کو مزید تفصیلات اور افتتاحی تقریب کے مہمانان گرامی کے تحریک وشیخ الاسلام کے اس تاریخی اقدام پر تحسینی کلمات سے آگاہ کیا۔

☆ آج انقلابی جدوجہد کے دوران اسیر اور زخمی ہونے والے ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق رکھنے والے کارکنان کو محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے میڈلز پہنائے۔ بعد ازاں خوبصورت محفل نعت منعقد ہوئی جس کی صدارت محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی۔ محترم امجد بلالی، منہاج نعت کونسل، محترم خرم شہزاد اور محترم ارشاد اعظم چشتی نے خوبصورت انداز میں آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

آج کی اس علمی وروحانی مجلس میں محترم علامہ مفتی عبدالقوی (ملتان) نے بھی خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر

انہوں نے شیخ الاسلام کی احیائے اسلام، تجدید دین کے لئے کی جانے والی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام کی عالمی سطح پر کی جانے والی ہمہ جہتی خدمات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ آپ ہی اس رواں صدی کے مجدد ہیں اور احادیث مبارکہ میں بیان کردہ اوصاف مجدد آپ کی شخصیت میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے دست و بازو بننے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ آپ کا شمار بلاشبہ ان لوگوں میں ہے جن کی حکومت دلوں پر قائم ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو آپ کے لئے مسخر فرمادیا ہے۔

خطاب شیخ الاسلام (موضوع: ایمان و یقین کی حقیقت)

اعتکاف کی اس آٹھویں رات شیخ الاسلام نے سورہ الحجرات کی آیت ۶۰ سے درس قرآن دیتے ہوئے فرمایا:

''ایمان ایک ایسی عظیم حقیقت ہے کہ اللہ نے اسے محبوب بنایا اور اسے محبوب و مزین دیکھنا چاہتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ''ایمان ایک درخت کا نام ہے، اس کی اصل یقین ہے اور اس کی شاخ تقویٰ ہے''۔

محبت الٰہی و محبت رسول ﷺ کا پانی اس درخت کو ملتا ہے تب جاکر یقین کا تنا مضبوط ہوتا ہے۔ اب اس تقویٰ کی شاخ پر اعمال صالحہ سے ایمان کا درخت ہرا بھرا ہوتا ہے، اگر اعمال صالحہ نہ ہوں تو ایمان تو ہوگا مگر بے ثمر ہوگا، ہریالی نہ ہوگی۔ دل کی زمین میں ایمان کا درخت اگاؤ۔ ہریالی کے بعد اس ایمان کے درخت پر معرفت کا پھل لگتا ہے۔ ایمان کے درخت کی جڑ یقین کو مضبوط کرنے کے لئے ہمہ وقت رب کائنات کے سامنے سرتسلیم خم کرنا ہوگا۔ حسن تسلیم یہ ہے کہ بندہ پھر درجات وثواب نہیں دیکھتا۔ وہ مال کو نہیں دیکھتا بلکہ مآل (آخرت) کو دیکھتا ہے۔

منہاج القرآن سال میں دو بازار لگاتا ہے۔ ایک بازار شہر اعتکاف کی شکل میں 10 دن عشق الٰہی کا لگتا ہے اور دوسرا ربیع الاول میں 12 دن عشق رسول ﷺ کا بازار لگتا ہے۔ اسی عشق و محبت کے پانی سے یقین کی جڑ مضبوط ہوگی۔ اعلان نبوت سے قبل آپ ﷺ نے غار حرا میں راتیں بسر کرنا شروع کردیں تو اہل مکہ نے کہنا شروع کردیا **ان محمدا قد عشق ربہ** اس سے پہلے کوئی یہ نہ کہتا تھا۔ بقیہ اوصاف کا ذکر کرتے مگر عشق کا ذکر غار حرا میں جانے کے بعد کیا۔ عشق حسن تسلیم سکھاتا ہے اور حسنِ تسلیم میں بندہ اجر کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کی رضا کو دیکھتا ہے۔ عشق ہی ہے جو انسان کو جان کی بازی لگانے کی طرف راغب کرتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق　　　عقل ہے محو لب تماشائے بام ابھی

امام محمد باقر نے فرمایا: 3 خوبیاں پیدا کئے بغیر ایمان کی حقیقت نہیں ملتی:

ا۔ موت، زندگی سے زیادہ محبوب ہوجائے۔

موت و حیات کا تصور صوفیاء کے ہاں الگ الگ ہے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں موت و حیات کا ذکر اکٹھا آیا وہاں موت کو پہلے ذکر کیا۔ حالانکہ انسان نے عمل زندگی میں کرنا ہے مگر موت کو پہلے ذکر کیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ موت وصال کا نام ہے اور زندگی فراق کا نام ہے۔ جب مومن کی روح نکلے گی تو اسے سب سے پہلے فرشتوں کے جھرمٹ میں اللہ کی بارگاہ میں لے جایا جاتا ہے۔ اس حاضری کے بعد قبر میں جسد میں لوٹایا جاتا ہے۔ اس کے بعد **ما کنت تقول فی حق ھذا الرجل** کی صورت میں آقا ﷺ کا دیدار کروایا جائے گا۔ موت سے بندہ فنا نہیں ہوتا جس طرح پیدائش سے انسان شروع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ پیدائش انسان کی ابتداء نہیں ہے۔ فرمایا: **ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا**

مـذکـورا۔ انسان موجود تو تھا مگر شے مذکور نہ تھا۔ اسی طرح موت سے انسان کی انتہاء نہیں ہوجاتی۔ پیدائش بھی ایک جہاں سے دوسرے جہاں میں آنے کا ایک دروازہ ہے۔ موت بھی اس جہاں سے دوسرے جہاں میں جانے کا ایک دروازہ ہے۔

۲۔ پھر فرمایا: ایمان کی حقیقت اسے ملتی ہے جو بھوک، فقر اور افلاس کو غناء وخوشحالی سے زیادہ عزیز جانے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: **الفقر فخری.** غناء سے فقر اس لئے عزیز کہ اگر غناء ہے تو مال موجود ہوگا۔ اگر مال حرام کا ہے تو عذاب کا باعث اور اگر حلال کا ہے تو حساب دینا ہوگا جبکہ فقر میں عذاب وحساب کا ڈر نہیں۔

۳۔ تیسری چیز جس سے ایمان کی حقیقت نصیب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بیماری کو صحت پر محبوب جانے۔

اس لئے کہ جب بندہ بیمار ہو تو ''وہ'' حال پوچھتا ہے۔ حضرت ایوبؑ بیمار ہوئے، جب صحت آئی تو غمزدہ ہوگئے کہ بیماری میں ''وہ'' پوچھتا تھا کہ ایوب کیا حال ہے؟ اسی آواز کی مٹھاس اور اپنائیت کے سبب تکلیف کا احساس نہ ہوتا تھا۔ اگر ہم بھی اپنے ایمان و یقین کو اس حقیقت سے روشناس کروائیں تو ہمارا مقدر بھی بدل سکتا ہے۔

9۔ ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 16 جولائی 2015ء (جمعرات)

منہاج القرآن کے آفاقی اور عالمگیر پیغام کی مقبولیت اور عوام الناس میں ہر آئے روز اس کی پذیرائی کا اندازہ اس شہر اعتکاف کے شرکاء سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ امسال 40 فیصد وہ احباب تھے جو پہلی مرتبہ شہر اعتکاف میں شریک ہوئے اور ان میں اکثریت نے یہاں کے علمی، فکری اور روحانی ماحول کی وجہ سے شیخ الاسلام کی قیادت اور ان کی تعلیمات پر اظہار اعتماد کرتے ہوئے تحریک کی ممبر شپ اختیار کی۔ آج ان نئے رفقاء کے ساتھ محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی نشست کی اور مصطفوی مشن کا عظیم پیغام ان تک پہنچایا۔

☆ آج بعد از نماز تراویح تحریک میں نمایاں خدمات اور قربانیاں دینے والے احباب کی حوصلہ افزائی کیلئے درج ذیل تقریب منعقد ہوئی:

☆ ڈیرہ اسماعیل خان، سرگودھا شرقی، طلبہ کالج آف شریعہ اور مرکزی قائدین میں سے انقلابی جدوجہد کے دوران قید اور زخمی ہونے والے افراد کو محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ اور محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ نے میڈلز پہنائے اور اسناد تقسیم کیں۔

☆ مفتی اعظم تحریک محترم حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی مدظلہ کو شہر اعتکاف میں گذشتہ 20 سال سے علمی وفکری خدمات سرانجام دینے پر بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

☆ علاوہ ازیں آج کی تقریب میں جامع المنہاج بغداد ٹاؤن اور جامع مسجد منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن میں نماز تراویح، پنجگانہ نماز، جمعہ کے خطابات، اذان اور مسجد کی خدمت کرنے والے علماء، خطباء، حفاظ وقراء کی خدمت میں تحائف پیش کئے گئے۔

☆ اس موقع پر اعتکاف کے دوران گوشہ درود میں گوشہ نشین ہونے والے احباب کو بھی اسناد دی گئیں۔ گوشہ درود اور حلقات درود میں ماہ رمضان میں 1 ارب 1 کروڑ 15 لاکھ 32 ہزار مرتبہ آقا ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کیا۔ اب تک 1 کھرب 4 ارب 33 کروڑ 32 لاکھ 55 ہزار مرتبہ درود وسلام آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاچکا ہے۔

☆ محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے اعتکاف کی 52 سے زائد انتظامی کمیٹیوں کے ناموں کا اعلان کیا۔ شیخ الاسلام

نے سربراہ اعتکاف محترم شیخ زاہد فیاض، نگران اعتکاف محترم خرم نواز گنڈا پور اور سیکرٹری اعتکاف محترم جواد حامد اور اعتکاف کی کمیٹیوں کے جملہ ممبران کو اعلیٰ انتظامات پر مبارکباد دی اور خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

☆ آج کی تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کی تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے لئے مرکز پر گذشتہ 12 سال سے اعلیٰ خدمات کی بناء پر انہیں آئندہ کے لئے پاکستان عوامی تحریک کے معاملات میں ایڈوائزر ٹو چیئرمین PAT مقرر کیا اور ان کے لئے تحریک کے سب سے بڑے ایوارڈ ''نشان منہاج'' کا اعلان فرمایا۔ اسی طرح محترم شیخ زاہد فیاض کی مرکز پر 12 سال سے تحریک کے لئے شاندار خدمات پر شیخ الاسلام نے انہیں تحریک منہاج القرآن کے معاملات بارے اپنا ایڈوائزر مقرر فرمایا۔ ان دونوں مرکزی قائدین کی خدمات پر شیخ الاسلام اور شرکاء نے انہیں بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔

☆ شیخ الاسلام نے اعتکاف کی اس آخری رات میں تمام شرکاء اعتکاف اور کارکنان تحریک کو مبارکباد دی کہ جن کی قربانیوں اور خدمات کی بدولت تحریک اپنے مصطفوی مشن کے حصول کے لئے کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے منہاج القرآن انٹرنیشنل آسٹریلیا کے احباب کو بھی اس موقع پر مبارکباد دی جنہوں نے حال ہی میں میلبورن میں 35 ایکڑ زمین خریدی ہے جہاں عظیم الشان اسلامک سنٹر قائم کیا جائے گا۔

☆ شیخ الاسلام نے شرکاء اعتکاف اور منہاج TV کے ذریعے اس شہر اعتکاف میں شریک تمام کارکنان اور تنظیمات کو منہاج القرآن کے زیر اہتمام مرکزی تعلیمی ادارہ جات، منہاج یونیورسٹی، شریعہ کالج اور منہاج گرلز کالج میں اپنے بچوں اور اپنے متعلقین کے بچوں کے داخلے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ادارہ جات آپ کا اثاثہ ہیں اور نہایت معیاری تعلیمی و تربیتی درسگاہیں ہیں۔ یہاں تعلیم حاصل کرنا ان شاء اللہ آپ کے بچوں کے لئے دنیاوی و اخروی حوالے سے فائدے کا باعث ہوگا۔

☆ اس موقع پر شیخ الاسلام نے منہاج ایجوکیشن سٹی کے حوالے سے شرکاء کو آگاہ کیا کہ اس عظیم الشان منصوبہ کے حوالے سے منصوبہ بندی جاری و ساری ہے۔ گذشتہ سال دھرنے اور انقلابی جدوجہد میں بے حد مصروفیت کی وجہ سے اس جانب مکمل توجہ مرکوز نہ رہ سکی۔ ان شاء اللہ العزیز عالم اسلام کا یہ عظیم الشان مرکز وجود میں آئے گا اور ایک عالم اس سے فیض یاب ہوگا۔

بعد ازاں آخری طاق رات کی مناسبت سے خصوصی محفل نعت بھی ہوئی جس کے اختتام پر شیخ الاسلام نے خصوصی دعا فرمائی۔ رات 12:30 بجے بارش کا سلسلہ ایک مرتبہ شروع ہوگیا تھا اور یہ تمام تقریب بارش کے دوران بھی جاری و ساری رہی۔

10۔ ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ 17 جولائی 2015ء (جمعۃ المبارک)

آج اعتکاف کا آخری دن ہے۔ شرکاء اعتکاف دن بھر اپنے انفرادی معمولات میں حسب معمول مصروف عمل رہے۔ محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے جمعۃ الوداع کے موقع پر خصوصی خطاب فرمایا۔

خصوصی خطاب شیخ الاسلام (تجلیاتِ یقین)

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد شیخ الاسلام نے اس شہر اعتکاف سے آخری خطاب میں سورۃ القصص کی ابتدائی آیات کا درس قرآن دیتے ہوئے فرمایا کہ

’’حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا اپنے نومولود بچے کو فرعون کے ظلم و ستم سے بچانے کی خاطر اپنے ہاتھوں سے صندوق میں ڈال کر دریا کے سپرد کر دینا، اُن کا اللہ رب العزت کی ذات پر یقین کا اظہار ہے۔ فرعون کے سپاہیوں سے اپنے بچے کو وہ بچا رہی ہیں مگر دوسری طرف اپنے ہاتھوں سے دریا میں بھی پھینک رہی ہیں۔ کیا یہ ظاہری اعتبار سے قتل کرنے سے الگ چیز ہے؟ کیا زندہ رہنے کا کوئی امکان ہے؟ اس صورت حال میں پھر اللہ رب العزت انہیں یہ حکم بھی دے رہا ہے کہ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اس سے خوفزدہ بھی نہ ہونا اور غمزدہ بھی نہ ہونا۔

اللہ تعالیٰ اس مقام پر اہل ایمان کو یقین کی قوت عطا کرنا چاہتا ہے کہ بچہ اپنے ہاتھ سے دریا میں پھنکوا رہا ہے اور فرما رہا ہے کہ غمزدہ و خوفزدہ نہ ہونا۔ ایمان کا یقین کہہ رہا ہے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ مومن کو کیسے، کیوں اور کب سے کوئی غرض نہیں ہوتی، یہ تینوں تو شک کے ابواب ہیں وہ تو صرف اللہ کے حکم کو اور اس کی رضا کو دیکھتا ہے۔

ہمارا کام، ایمان، یقین، تقویٰ، صبر اور عشق رسول ﷺ کے ساتھ رہنا ہے۔ منزل کیسے نصیب ہوگی؟ یہ اس کا کام ہے۔ ہمارا کام مالی بن کر کام کرنا ہے، مالک بننا نہیں۔ مالک وہ ہے، اس کا کام ہے کہ کیسے اور کب کرنا ہے۔

بندے اور مالک کے درمیان کام کی تقسیم ہے۔ بندے کا کام ہے یقین کرنا، یقین پر رہنا، جمنا، چلنا، لڑنا۔ مشکوں کی گنتی کرنا مالی کا کام نہیں۔ دریا میں ڈالنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کے لئے اللہ نے کیسے حفاظت کا اہتمام کیا اور کس طرح انہیں اپنی والدہ کو لوٹا دیا، قرآن مجید کی یہ آیات بندۂ مومن کو اللہ کی ذات پر اسی طرح کا یقین رکھنے کی طرف متوجہ کر رہی ہیں۔ یقین اتنی سستی چیز نہیں کہ اللہ ہر ایک کو بانٹ دے۔ جن کو یقین کی خیرات دی، وہ تو اس کے ولیوں/ دوستوں میں سے ہوگیا اور اس کی دوستی بھی ہر ایک کو نہیں دی جاتی، وہ مال و دولت تو ہر ایک کو دے دیتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے نزدیک مال و دولت کی کوئی اہمیت نہیں۔ فرمایا:

’’اگر مال و دولت کی اہمیت میرے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو میں اسے اپنے دشمنوں کو نہ دیتا‘‘۔ مگر یقین اپنے دوستوں کو ہی عطا کرتا ہے اور دوستی بھی انہی کو عطا کرتا ہے جو صبر و استقامت کے ساتھ مصائب و

کارکنان و تنظیمات متوجہ ہوں!

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق،
اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام
کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ کے لئے کوشاں

ماہنامہ منہاج القرآن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک منہاج القرآن کے مصطفوی پیغام کو اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات، صاحب ثروت احباب اور علاقے کی معزز شخصیات تک بطور تحفہ پہنچائیں۔

سالانہ خریداری
-/250 روپے

سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

آزمائشوں کو برداشت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

’’یقین کو اس طرح سیکھا کرو جس طرح قرآن سیکھتے ہو‘‘۔ (حلیۃ الاولیاء، امام ابوالنعیم)

امام غزالی تعلموا الیقین کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’یقین والوں کی مجلس میں بیٹھا کرو، یقین کا علم سنا کرو اور جو وہ سمجھائیں اس پر عمل کرو۔ اس سے تمہارا یقین طاقتور ہوگا‘‘۔ حضور نے فرمایا:

’’اللہ یقین دینے کے لئے اپنے مومن بندوں کو چنتا ہے، ان کو آزمائش کی خوراک دیتا ہے۔ جس طرح ماں اپنے بچے کو دودھ پلا پلا کر طاقت دیتی ہے۔ اسی طرح اللہ اپنے محبوب بندوں کو آزمائش دے دے کر طاقتور بناتا ہے تاکہ وہ اس کے لئے قربانی دے سکیں‘‘۔

اس موقع پر شیخ الاسلام نے عاشق لوگوں میں موجود یقین کی کیفیات کو بیان کرتے ہوئے متعدد واقعات بھی بیان فرمائے۔ جمعۃ الوداع کے اس خصوصی خطاب میں شیخ الاسلام نے ’’مرید کیسے بنتا ہے؟‘‘ کے موضوع پر بھی خوبصورت گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ

’’مرید/ارادت کا تعلق انسان کے ارادہ کے ساتھ ہے۔ مرید ہونے کے لئے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہرگز ہرگز واجب نہیں ہے۔ اصل مرید وہ ہے جو دل سے کسی کا ارادہ کرلے۔ حضور غوث الاعظم نے فرمایا:

’’مرید وہ ہے جو صدق دل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ارادہ کرلے‘‘۔

وہ احباب جو آج تک کسی کے مرید نہیں ہوئے اور تحریک منہاج القرآن کے رفیق ہیں اور مصطفوی مشن کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ اس رفاقت کو اختیار کرلینے کے بعد اب انہیں کسی کا مرید بننے کی ضرورت نہیں۔ یہ مشن ہی ان کا شیخ اور مرشد ہے اور وہ براہ راست حضور غوث الاعظم کے مرید ہیں۔ اور وہ لوگ جو پہلے سے کسی کے مرید ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی نسبتوں کو قائم رکھے۔ وہ اپنے سلسلہ کے ساتھ قائم رہیں اور منہاج القرآن کے مشن میں بھی مصروف عمل رہیں انہیں دوطرفہ فیض ملتا رہے گا‘‘۔

اسی آخری خصوصی خطاب کے بعد شیخ الاسلام نے شرکاء اعتکاف کو عام معمولات زندگی میں برکت و رحمت کے حصول کے لئے خصوصی وظائف دیتے ہوئے دعوت دین کے لئے خصوصی احکامات ارشاد فرمائے۔

اس وعظ و نصیحت کے بعد آپ نے خصوصی دعا فرمائی اور اس طرح فہمِ دین اور اصلاحِ احوال کی غرض سے قائم کیا گیا یہ 24 واں سالانہ شہر اعتکاف اپنے اختتام کو پہنچا۔ ❁❁❁❁❁

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے ہونہار طالبعلم محمد عمر کی فیصل آباد بورڈ میں سیکنڈ پوزیشن

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی تحریک منہاج القرآن کا وسیع تعلیمی نیٹ ورک ہے، جس کے تحت ملک بھر میں لاکھوں بچے علم کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں، جس کا منہ بولتا ثبوت فیصل آباد انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری بورڈ کے میٹرک کے سالانہ امتحانات میں دوسری پوزیشن محمد عمر رول نمبر 530834 نے حاصل کی ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسین محی الدین القادری اور مینجنگ ڈائریکٹر محترم پروفیسر یعقوب عابد کی طرف سے محمد عمر کو خصوصی مبارکباد پیش کی گئی۔

تحریک آزادی اور انقلاب مارچ

یمین الحق بغدادی

پاکستان کا قیام تاریخ انسانی کا ایک عظیم واقعہ ہے۔ مسلمانان ہند کی سالہا سال کی قربانیوں اور قائداعظم کی ولولہ انگیز بصیرت کا ثمر تھا کہ ہندو اور انگریز کے تمام تر ہتھکنڈوں کے باوجود بہت کم عرصہ کی جدوجہد کے بدلے میں ریاست مدینہ کے بعد دنیا کی پہلی نظریاتی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔

قائداعظم نے فرمایا کہ ''ہر بڑی تحریک کا ایک مفکر ہوتا ہے، ہماری تحریک کا مفکر اقبالؒ ہے''۔ علامہ اقبالؒ نے زندگی کے ہر مرحلے پر عملی، فکری دونوں لحاظ سے جاندار کردار ادا کیا اور قوم کی ایک واضح سمت میں رہنمائی کی۔ علامہ نے مسلمانان ہند کے مستقبل کیلئے راہ عمل متعین کرتے ہوئے فرمایا کہ

''میں زندگی بھر کے مطالعے کے بعد اسلام کو بطور ایک عالمگیر حقیقت کے دیکھنے کی استعداد حاصل کر چکا ہوں لہذا جب بھی مسلمانان ہند کیلئے کوئی سیاسی راہ متعین ہوگی تو وہ اسلام ہی کے اصولوں سے ماخوذ ہوگی''۔

ایک دوسرے مقام پر نظام سیاست و ریاست کے احیاء کی ضرورت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ

''جب ملت اسلامیہ وحی سے حاصل ہونے والے عالمگیر نظام ریاست و سیاست کی امین ہے تو یہ ضروری ہے کہ ریاست و سیاست کی دورنو کے مطابق از سرنو تشکیل اور تدوین کرے''۔

قائداعظم نے اسلام اور پاکستان کو کبھی ایک دوسرے سے الگ نہیں سمجھا۔ آپ نے فرمایا کہ

''قیام پاکستان کے بغیر یہاں اسلام کا کوئی مستقبل نہیں ہوگا''۔

4 فرروری 1935ء کو مرکزی قانون ساز اسمبلی سے خطاب میں فرمایا:

''ہمیں ہندوستان میں اپنے مذہب، زبان اور کلچر کا تحفظ چاہیے''۔

10 مارچ 1940ء کو علی گڑھ یونیورسٹی میں فرمایا کہ

''اگر ہم اسلام کو ہندوستان میں فنائیت سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کا واحد حل صرف پاکستان کا قیام ہے''۔

15 نومبر 1942 کو آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں قائداعظم نے ایک ایسا بصیرت افروز اور چشم کشا خطاب کیا کہ جس کی روشنی سے آج بھی تاریخ پاکستان منور ہے، آپ نے فرمایا:

''مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہو گا؟ پاکستان کے طرز حکومت کا تعین کرنے والا میں کون ہوتا ہوں۔ مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے 13 سو سال قبل قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا تھا۔ الحمد للہ قرآن مجید ہماری دینی

رہنمائی کیلئے موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا‘‘۔

یہ وہ پاکستان تھا جو علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ چاہتے تھے مگر آج پاکستان کے عوام اپنے ہی وطن عزیز کو سنگین بحرانوں میں گھرا دیکھ رہے ہیں۔قیادت کے دعویداروں کے دامن پر کرپشن کے داغ نظر آرہے ہیں۔۔۔ معاشرہ اخلاقی انحطاط اور فکری پستی میں ڈوبا ہوا ہے۔۔۔ ذاتی مفادات قومی مفادات پر غالب آئے ہوئے ہیں۔۔۔

آج ہم دل کی گہرائیوں سے یہ سمجھتے ہیں کہ صرف قائداعظم کے افکار اور انکے طرز سیاست پر عمل پیرا ہوکر ہی پاکستان بحرانوں سے نکل سکتا ہے۔قائداعظمؒ نے پاکستان کے قیام کا ایک ایسا مقصد پیش کیا کہ اس کو عملی شکل دے کر ہی آج ہم نہ صرف جملہ چیلنجز سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں بلکہ ایک باوقار اور ترقی یافتہ قوم کی صورت میں دنیا میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔

قوم کی بیداری ناگزیر ہے

قائد اعظم صرف 10 سالہ جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان بنانے میں کیسے کامیاب ہوگئے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرسید احمد خان ان سے قبل دو قومی نظریے کی بنیاد ڈال چکے تھے اور قائداعظم سے قبل کئی مسلمان رہنماء مسلم قوم کا شعور اجاگر کر چکے تھے۔ وہ مسلمانوں کو نہ صرف مقصد بلکہ مقصد کے حصول کی واضحیت بھی عطا کر چکے تھے ۔اس لئے قوم ایک نئے ملک کیلئے تیار بیٹھی تھی۔ایسے وقت میں انہیں ایک ایسے لیڈر کی ضرورت تھی جو سچا ہو،دھن کا پکا ہو۔ جو ہندو اور انگریز کو بیک وقت ہینڈل کر سکے ۔یہ ساری صفات محمد علی جناح میں موجود تھیں۔سو جب انہوں نے مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھالی تو قوم اپنے مقصد میں بہت کلیئر تھی لہذا جب انہیں مطلوبہ قیادت ملی تو منزل کا حصول آسان ہوگیا۔

آج پاکستان کو بچانا اس لئے مشکل ہے کہ قوم کو اپنے حقوق کا شعور ہی نہیں۔آج پاکستانی قوم پاکستان کے حصول کا مقصد ہی بھول چکی ہے۔قائداعظم کے فرمودات کو فراموش کر چکے ہیں اور شومئی قسمت کہ بد معاش حکمرانوں نے ایک مخصوص مذہبی طبقے کے ذریعے عوام کو اس بات پر راضی کر لیا ہے کہ آزادی سے عبادت کرنا،نمازیں پڑھنا،روزے رکھنا یہی ہمارا مقصد تھااور آج پاکستان میں مساجد ،مدارس کثرت سے ہیں اور لوگ آزادی کے ساتھ دین پر عمل پیرا ہیں بلکہ دین کے معاملے میں اتنے آزاد ہیں کہ قرآن و حدیث کی اپنی مرضی سے تاویلات کرتے ہیں، فرقہ بندی کو پروان چڑھانے میں ماہر ہیں اور اپنے مخالف فرقوں کو کافر قرار دینے میں تو گویا مادر پدر آزاد ہیں۔

کیا ہمیں یہی آزادی درکار تھی۔۔۔؟ اگر ہمارا اصل مقصد یہ تھا تو یہ مقصد جو ہندوستان میں رہ کر بھی پورا ہوسکتا تھا تو پھر قیام پاکستان کا مطلب کیا تھا۔۔۔؟ قیام پاکستان کا مقصد یہ تھا کہ جہاں اسلامی تعلیمات کی جزوی تعمیل نہ ہو بلکہ اسلام کو بطور نظام نافذ کیا جائے ۔ذرا سوچیں ہمیں اس مقصد سے دور کیسے کیا گیا۔۔۔؟ جب بھی کسی قوم کو تباہ و برباد کرنا ہوتو اسے اسکے اصل مقصد سے دور کر دو اور اُسے دیگر الجھنوں اور فکروغم کا شکار کردو۔ اسی بناء پر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت آج پاکستانی قوم کو معاشی مشکلات میں الجھا دیا گیا۔سو آج ہماری قوم مقصدِ حقیقی سے بے خبر دو وقت کی روٹی کیلئے دربدر ہے اور اس مقصد کے حصول کیلئے ہر طرح کے آداب کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ پاکستان کو حاصل کرتے وقت کی گئی جدوجہد کے دوران اسلامیان برصغیر کو یہ باور کروایا گیا کہ آزادی کے فیوض و برکات میں معاشی آزادی بھی شامل ہے۔ برصغیر کے غریب مسلمانوں کیلئے معاشی آزادی کے نعرے نے ایک خاص کشش پیدا کر دی تھی۔معاشی آزادی کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا

سکتا ہے کہ مسلم لیگ کے قانون ساز اراکین کے ایک اہم اجلاس (اپریل 1946ء) میں بانی پاکستان نے مجوزہ اسلامی ریاست پاکستان کا خاکہ پیش کیا۔ اس کمیٹی نے جو قراردادمرتب کی اس میں یہ بات شامل تھی کہ اگر کانگریس کی اجارہ داری کو قبول کر لیا گیا تو پھر مسلمان اور دیگر اقلیتیں معاشرتی اور معاشی حیثیت سے ایسی غلامی میں مبتلا ہو جائیں گی جس سے کبھی نجات نہیں ملے گی۔

سوال یہ ہے کہ کیا جسمانی طور پر آزادی حاصل کرنے کے باوجود ہمیں معاشی آزادی نصیب ہو سکی۔۔۔؟ 1947 سے قبل مسلمان ہندو بنیے کا غلام تھا، آج ہر پاکستانی آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کا اس حد تک غلام ہے کہ ہر پاکستانی ایک لاکھ روپے تک کا مقروض ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بجلی، پانی تیل ،گیس کے ساتھ ساتھ اشیائے خوردونوش کی قیمتوں کا تعین بھی آئی ایم ایف کرتا ہے۔ الغرض عام پاکستانی کا معاشی استحصال جو 1947ء سے قبل ہوتا تھا وہ آج بھی جاری ہے۔ قائداعظم نے ہمیں ایک مکمل آزادی کا تحفہ دیا تھا جو نا اہل،کرپٹ بدعنوان لیڈر شپ کی وجہ سے صرف جغرافیائی حد تک تو قائم ہے مگر ذہنی، فکری، معاشی طور پر غلامی کی زنجیریں ہمیں ابھی بھی جکڑے ہوئے ہیں۔

کیا آج ہم ایک قوم ہیں۔۔۔؟

افسوس! آج ہم ایک قوم بھی نہ رہے، ہم ایک ہجوم کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ مختلف سوچوں اور فکروں میں بٹ چکے ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت ہم ایک قوم تھے، آج ہم قوم نہیں بلکہ ایک ہجوم ہیں کیونکہ قومیں مشترکہ سوچ اور مشترکہ مفادات سے جنم لیتی ہیں جبکہ آج ہمارے ملک کی 18 کروڑ آبادی مختلف مذہبی، اخلاقی، سیاسی، گروہی، نسلی، معاشی گروہوں میں بٹ چکی ہے اور انہی مقاصد کو موجودہ حکمران طبقہ اپنے مفادات کی خاطر پروان چڑھا رہا ہے، اس لئے کہ موجودہ حکمرانوں کے مفادات کا تحفظ قوم کے تقسیم ہونے میں ہی مضمر ہیں۔

آج اپنے مقصد سے ہٹی ہوئی عوام کو مقصد کی طرف لانا اور پھر تمام نسلی ،گروہی،لسانی اور صوبائی تعصّبات کو بالائے طاق رکھ کر کسی ایک مقصد ،کسی ایک سوچ کی لڑی میں پرو کر ظالم اور ملک دشمن حکمرانوں کے خلاف جدوجہد کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ پاکستان بنانا آسان تھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ اس وقت مسلمانوں کا دشمن بڑا واضح تھا مگر آج پاکستان بچانا اس لیے مشکل ہے کہ اس کا دشمن غیر نہیں بلکہ اپنا ہے۔ اپنے اغیار سے کئی گنا بڑھ کر ملک کے دشمن ہیں اور وہ اپنے آپ کو اس ملک کا خیر خواہ بھی کہتے ہیں جبکہ حقیقت میں یہی لوگ اس ملک کے اصل دشمن ہیں۔ ان کا دین اور کعبہ صرف مال و زر ہے اور آج ان زر پسندوں اور مطلبی ٹولے سے ٹکر لینا اپنی جان و مال اور عزت کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہے۔

کردارِ حسینی کی ضرورت

ان تمام تر حالات کی سنگینی اور ملکی ناؤ ڈوبتی دیکھ کر اپنے جان و مال اور عزت کی پرواہ کئے بغیر جس شخصیت نے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور امام حسینؓ کے اسوۂ کی پیروی میں تمام خطرات کو بالائے طاق رکھ کر حق و سچ کا نعرہ بلند کیا اور حکمرانوں کو للکارا، وہ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہیں۔ آپ ایک طرف عرصہ 30 سال سے زائد عوام کو ان کے حقیقی مقصد سے آشنا کررہے ہیں تو دوسری طرف وقت کے فرعونوں اور یزیدوں کے کالے کرتوت اور ملک وقوم کو نقصان پہنچانے کے ان کے منصوبوں کو بے نقاب کررہے ہیں۔ گذشتہ سال اگست 2014ء میں پوری دنیا نے اس مردِ قلندر کے ملک وقوم کی بہتری کے لئے Vision، عزم و ارادہ کی

پختگی اور بے مثال جرأت و بہادری کا نظارہ کیا۔ کسی بھی قسم کے نتائج سے بے پرواہ ہوکر ظالم اور جابر درندہ صفت حکمرانوں کے خلاف اس طرح کی استقامت کا مظاہرہ پاکستان کی 68 سال کی تاریخ میں نظر نہیں آتا۔

آپ نے دس نکاتی عوامی حقوق کا ایجنڈا دے کر باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار کسی تحریک نے عوامی حقوق کی بحالی کی ایسی جنگ لڑی کہ قدم قدم پر ہر ایک نہ صرف اس کا معترف ہوا بلکہ یہ بھی کہنے پر مجبور ہوا کہ ''ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ٹھیک کہتے تھے''۔

اس ملک کو چلانے کیلئے ایک آئین ہے جس میں عوام اور عوامی نمائندوں پر مشتمل حکومت کے حقوق و فرائض بیان ہیں مگر آج تک حکمرانوں نے ان آرٹیکلز سے صرفِ نظر کیا اور عوام پر ریاستی دہشت گردی کرتے رہے۔ پہلی بار قائد انقلاب نے عوام کو آئین کا حقیقی چہرہ دکھایا اور عوامی حقوق والے آرٹیکلز عوام کو ازبر کروا دیئے۔ پھر یہیں نہیں رکے بلکہ ظالمانہ ،فرسود، جاگیردارانہ کرپٹ نظام سے عوامی حقوق کی بحالی کیلئے براہ راست ٹکر لیکر میدان میں کود پڑے۔ عرصہ دراز سے جو سیاسی شعبدہ باز ایک دوسرے کو گالیاں دے کر عوام کو بیوقوف بنا کر قومی خزانہ لوٹنے میں مصروف تھے، انہیں جب اپنے محلات میں زلزلہ برپا ہوتا نظر آیا اور اپنا اقتدار ہمیشہ کے لئے ختم ہوتا نظر آیا تو اپنے جھوٹے شیطانی اقتدار کو بچانے کیلئے اکٹھے ہوگئے۔ اس موقع پر قائد انقلاب نے سیاست دانوں کے چہرے بھی عوام کے سامنے بے نقاب کیے کہ یہ بظاہر تو آپس میں مخالف ہیں مگر اندر سے ایک ہیں، ان کا آپس میں مک مکا ہے۔

انقلابی جدوجہد کا ماحصل

عوامی حقوق، عوامی جمہوریت اور آئین کے حقیقی نفاذ کیلئے قائد انقلاب ڈاکٹر طاہر القادری کی انقلابی جدوجہد سے 68 سال میں پہلی بار عوامی حقوق کی بحالی اور کرپشن کے خاتمے کی تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے گذشتہ سال دھرنے کے اختتام پر اس انقلابی جدوجہد کے ماحصل کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''جہاں تک ہماری قربانیوں، جدوجہد اور صبرو استقامت کا تعلق ہے اس میں نہ کوئی کمی رہی اور نہ پاکستان کی تاریخ اس کی مثال پیش کرسکتی ہے اور نہ دنیا کی اقوام کی تاریخ میں اتنا طویل ترین پرعزم عظیم دھرنا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مہلت دینے کا فیصلہ کیا، فوری طور پر یہ حکومت نہ گئی مگر اللہ رب العزت نے ہمیں اس کا نعم البدل عطا کردیا اور وہ یہ کہ کائنات کے رب نے ملک کے کروڑوں عواموں کے ذہن کو بدل ڈالا۔ لوگوں کی فکر میں انقلاب آگیا، پوری قوم کو فکری انقلاب ملا جو 1947ء سے لے کر 1970ء تک نہیں ملا تھا۔ 71,70ء میں ایک بار جب ذوالفقارعلی بھٹو کی تحریک چلی تو لوگوں کی سوچیں بدلی تھیں مگر اس کے بعد پھر 2014ء تک جمود آگیا۔ ہماری جدوجہد سے اللہ رب العزت نے 43 سال کے بعد دوبارہ قوم کو ذہنی انقلاب عطا کیا۔ قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور قوم نے باطل نظام کے خلاف بغاوت کا فیصلہ کرلیا۔ حکومت کے ظلم وستم، جبروتشدد اور قتل و غارت گری کے باوجود جب ہم 14 اگست کو نکلے تھے تو لوگوں کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ تھیں مگر عوام کروڑوں کی تعداد میں ہمارے ساتھ نہ تھے، انقلاب کے ساتھ صرف کارکن تھے، جب دو مہینے گزرے، کارکنان کی قربانیاں پھل لائیں اور آج کروڑوں لوگوں کی صرف ہمدردیاں نہیں بلکہ ان کے ذہن بھی ہمارے ساتھ ہوگئے ہیں۔

ہماری جدوجہد سے کمزور اور مایوس لوگوں کو ہمت اور جرأت ملی۔ انقلاب کی آرزو زور پکڑ گئی ہے،

سٹیٹس کو کے خلاف نفرت بھڑک اُٹھی ہے۔ وہ لاکھوں لوگ جو ذہنی طور پر بدل گئے تھے اور انقلاب کے ساتھ ہوگئے تھے مگر اپنی مجبوریوں اور کمزوریوں کی وجہ سے گھروں سے نکل کر دھرنے میں نہیں پہنچ سکے مگر اپنے گھروں میں بیٹھے بیٹھے ذہنی طور پر بدل گئے اور انہوں نے ہمارے انقلاب کی فکر کو قبول کیا''۔

(ماہنامہ منہاج القرآن ماہ دسمبر 2014ء ص:75)

پاکستان عوامی تحریک اور اس کے کارکنان نے خلوص نیت اور استقامت کے ساتھ ریاستی دہشت گردی کا مقابلہ کیا، جانوں کا نذرانہ پیش کیا، مالی نقصانات اٹھائے، لوگ اپاہج ہوئے اور کئی کارکنان ملازمتوں اور کاروبار سے ہاتھ دھو بیٹھے، افسوس! وہ لوگ جو اس تحریک کا حصہ نہیں تھے آج وہ سوالات کرتے ہیں کہ کیا دھرنا کامیاب ہوا۔۔؟ دھرنے کا نتیجہ کیا نکلا۔۔؟ اصل میں یہ سوالات بڑی سوچی سمجھی سازش کے تحت تیار کر کے عوام کے ذہنوں میں ڈالے جارہے ہیں تاکہ اس تحریک کے بعد اس ظالمانہ کرپٹ استحصالی نظام سے ٹکر لینے کی کوئی جرأت نہ کرسکے کہ اگر اتنی بڑی جدوجہد کا بظاہر کوئی نتیجہ نہیں نکلا تو آئندہ تو اس طرح کی جدوجہد کی ہی نہیں جاسکتی۔ اس طرح کی منفی سوچ کے حاملین یہ بھول جاتے ہیں کہ حق و باطل میں تمیز برقرار رکھنے کیلئے اس طرح کی تحریکیں اللہ کی طرف سے چلتی ہیں اور جس چراغ کو اللہ جلائے اسے کون بجھا سکتا ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کی قربانیاں ہرگز رائیگاں نہیں جائیں گی اور نہ ہی ہم ناکام ہوئے۔ ہماری جدوجہد جاری ہے بقول قائد انقلاب یہ انقلابی جدوجہد ایک باب تھا، ابھی کتاب جدوجہد کے اور ابواب باقی ہیں۔ بارش کا پہلا قطرہ جب زمین کی طرف سفر کرتا ہے تو وہ یہ نہیں سمجھتا کہ زمین میری وجہ سے سیراب ہوگی مگر وہ اپنے بعد میں آنے والے ان ڈھیروں قطروں کی ہمت باندھتا ہے جس کی وجہ سے زمین سیراب ہوتی ہے۔ گویا باعث فخر وہ پہلی کاوش ہوتی ہے جو بعد میں کسی حقیقی تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔

انقلاب کے مراحل کی وضاحت کرتے ہوئے قائد انقلاب نے فرمایا:

''دھرنوں سے جو حاصل کرنا تھا وہ کرلیا۔ انتہا تک پہنچ جانے کے بعد دانشور لیڈروں اور کارکنوں کا کام یہ نہیں ہوتا کہ اسے جمود میں بدل دیں بلکہ پھر دوبارہ تحرک بنایا جاتا ہے۔ انبیاء کرام کی سنت بھی یہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے 13 سال مکہ مکرمہ میں رہ کر جدوجہد کی اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ کیا کوئی مسلمان معاذ اللہ یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ مکہ میں ناکام ہوگئے تب مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ کوئی ایمان والا یہ نہیں کہہ سکتا۔ مکہ میں رہ کر دعوت دینا بھی ایک حکمت عملی تھی اور مدینہ کی طرف ہجرت کرنا بھی ایک حکمت عملی ہے۔ انقلاب میں کبھی حضر آتا ہے۔۔۔ کبھی سفر آتا ہے۔۔۔ کبھی قیام آتا ہے۔۔۔ کبھی ہجرت آتی ہے۔۔۔ کبھی یہاں پڑاؤ ہوتا ہے اور کبھی وہاں پڑاؤ ہوتا ہے۔۔۔ انقلاب سفر میں رہتا ہے، جامد ہوکر ایک جگہ نہیں رہتا۔ اسی طرح فوجیں جب محاذ پر لڑتی ہیں تو کمانڈر ان چیف جب دیکھتا ہے کہ اس محاذ پر مزید پیش رفت ممکن نہیں تو وہ فیصلہ کرتا ہے کہ اب دوسرے محاذ پر حملہ کردیا جائے۔ اسی طرح وہ جب ضرورت محسوس کرتا ہے تو تیسرے محاذ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ انقلاب کو آگے بڑھانے کے لئے محاذ در محاذ آگے بڑھنے کی ضرورت تھی، سو ہم نے محاذ بدلا ہے، مرحلہ بدلا ہے مگر سفر انقلاب نہ روکا تھا نہ روکا ہے اور نہ کبھی رکے گا''۔

(ماہنامہ منہاج القرآن ماہ دسمبر 2014ء، ص:76)

قائد انقلاب کے پیش کردہ 10 نکاتی عوامی ایجنڈے کی مقبولیت، قائد کا وژن اور مشن میں لگن اور تحریک کیلئے جان قربان کرنے ولے کارکنان یہ تین ایسے عناصر ہیں جن کی وجہ سے روایتی سیاسی جماعتیں سمجھتی ہیں کہ اگر ان لوگوں کو کامیابی مل گئی تو پھر ہمارا کوئی پرسان حال نہ

ہوگا۔ لہٰذا سب نے یک جان ہو کر مختلف جہتوں سے اس تحریک پر حملے شروع کر دیئے تا کہ قائداعظم کی فکر پروان چڑھانے والی اس تحریک کے متعلق عوام الناس میں اس تحریک کے مشن اور مقصد کے بارے منفی پروپیگنڈا کر کے اس کی ساکھ کو مجروح کیا جائے۔

قائد انقلاب نے اس ملک میں حقیقی جمہوریت کی بحالی کے لئے اور آئین کے حقیقی نفاذ کے لئے اس عظیم جدوجہد کے ذریعے اپنا حق ادا کر دیا۔ جو اپنا حق ادا کر دے وہ کبھی شکست خوردہ نہیں ہوتا بلکہ وہ فتح یاب ہوتا ہے۔ نتیجہ خیزی تو اللہ رب العزت نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ اگر ظاہری اور دنیاوی نتیجہ خیزی کامیابی کا معیار ہوتی تو پھر (نعوذ با اللہ) حضرت امام حسینؓ کی کربلا کی کاوش ناکام تھی کیونکہ یزید کی فوج سے انہیں ظاہری شکست ہوئی، اگرچہ یہ ظاہری ناکامی تھی مگر رہتی دنیا کی کامیابیاں بھی اس ظاہری ناکامی پر ناز کرتی رہیں گی اور واقعہ کربلا قیامت تک کیلئے ظلم نہ سہنے اور ظالم حکمرانوں کے سامنے ڈٹ جانے کی ایک مثال بن گیا۔ اصل میں کوشش، کاوش، انسانی بس میں ہے اور الحمدللہ پاکستان عوامی تحریک نے قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں اس ملک میں جبر و استبداد کے سامنے ڈٹ جانے کی وہ مثال قائم کی جو پاکستان میں بحالی جمہوریت کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائیگی۔

پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان ہر سطح پر اور ہر ممکن طریقے سے اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ حق کے غلبہ اور عوامی حقوق کی بحالی کی صورت میں ہمیں اپنے مشن مصطفوی انقلاب کے حصول کا پختہ یقین ہے۔ ان شاء اللہ انقلاب آئے گا اور ہم قیام پاکستان کے حقیقی مقاصد کو حاصل کر کے عوام پاکستان کے لئے معاشرتی و معاشی امن وسکون کے خواب کو شرمندہ تعبیر کریں گے۔

پھول کچھ میں نے چُنے ہیں
ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دامن کیلئے

منیر احمد ملک (مظفر گڑھ)

محبتِ رسول ﷺ دل کے شبستاں میں کِھلا ہوا ایک ایسا پھول ہے جس کی بہار بے خزاں ہے۔ یہ ایک ایسی حسین سحر ہے جس کی شام ہوتی ہی نہیں۔ یہ ایک ایسی بادۂ انگبیں ہے جس کے سُرور کے بغیر روح کو چین آتا ہی نہیں۔ آپ ﷺ کی محبت ایک ایسا پھول ہے جو اگر کسی کے دل میں ایک بار کِھل اٹھے تو پھر کبھی نہیں مرجھاتا۔۔۔ یہ وہ مقدس جذبہ ہے جو کبھی ماند نہیں پڑتا۔۔۔ یہ وہ نایاب پھول ہے جس کی خوشبو روح کو لطافت اور امن کو بالیدگی بخشتی ہے۔۔۔ ہماری زندگی کی بقاء کا راز آپ ﷺ کے دامنِ کرم سے وابستگی میں پنہاں ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس گم گشتہ میراث سے اک نئے ولولے کے ساتھ رشتہ جوڑیں۔ اگر ہم آج بھی اپنے اجڑے ہوئے قلب وجگر کو مئے الفتِ رسول سے آباد کرلیں تو ہماری عظمتِ رفتہ گردشِ ایام کی طرح لوٹ سکتی ہے۔

زیرِ نظر سلسلۂ تحریر جو وقتاً فوقتاً آپ ماہنامہ منہاج القرآن میں ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں، درحقیقت عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے تاجدارِ کائنات ﷺ سے عشق کا اظہار ہیں۔ میں ان پُرمہک پھولوں کو حسنِ ترتیب کی لڑی میں پروکر اِن کے ہار اور گجرے بناکر آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دامن کو بھی محبت وعشقِ مصطفیٰ ﷺ کی خیرات سے معمور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

وہ محبت ہی محبت ہیں محبت کی قسم — اُن کی محبت کے سوا کچھ نہ خدارا مانگو

حضور ﷺ آپ کی چشمِ کرم کا متوالا

میانے قد اور گھنی ریش کا حامل یہ رہنما سادہ شیروانی اور شرعی پاجامہ زیب تن کرتا تھا، سر پر ہمیشہ ترکی ٹوپی ہوا کرتی تھی، وہ ہمیشہ کھردری چارپائی پر سوتا، سادہ کھانا کھاتا اور قانون ساز اسمبلی کا ممبر ہونے کے باوجود ریل گاڑی کے تیسرے درجے میں سفر کرتا۔

سوال یہ ہے کہ وہ عوام میں اس قدر مقبول کیوں کر ہوا؟ اس لئے کہ وہ سچا عاشق رسول تھا۔ اس کا سر صرف اسی چوکھٹ پر جھکتا جس پر جھکانے کے لئے قرآن اور صاحب قرآن نے تلقین کی ہے۔ 1880ء میں جلیانوالہ باغ امرتسر کے سانحے میں اس کی جرأت رندانہ کا عجب منظر دیکھنے میں آیا۔ پہلے جنرل ڈائر نے وحشیانہ انداز میں گولی چلاکر آزادی کے ہزاروں متوالوں کو شہید کردیا پھر حکم دیا کہ زندہ بچ جانے والے پیٹ کے بل رینگ کر باغ سے باہر نکلیں۔ جب لوگ اس ذلت سے ساتھ باہر نکل رہے تھے تو ایک شخص سینہ تانے باوقار انداز میں چلتا ہوا باہر آیا۔ پہرے پر کھڑے انگریز فوجی نے بندوق تان

کر اسے لیٹنے کا حکم دیا لیکن اس نے حکم کی پرواہ نہ کی اور فوجی کو اپنی بندوق جھکا لینی پڑی۔ شانِ بے نیازی سے باہر آنے والا یہی شخص سچا عاشقِ رسول ﷺ تھا۔ بعد میں اس انگریز سارجنٹ کا کورٹ مارشل ہوا تو اس نے اپنے بیان میں کہا کہ ''اگر میں اس شخص پر گولی چلا دیتا تو اسی دن ہندوستان میں ہزاروں انگریزوں کا خون بہہ جاتا''۔

جرأت رندانہ سے سرشار یہ متوالا شخص، حضور ﷺ سے دیوانہ وار محبت کرتا تھا۔ یہ گیارہ بار حج کی سعادت سے شرف یاب ہوا اور بارہ مرتبہ روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی اور تین بار اِسے خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار نصب ہوا۔

جولائی 1946ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا تاریخی جلسہ بمبئی میں منعقد ہوا تو وہ بھی اس میں شریک تھا۔ اسے پاکستان کے قائم ہونے کا پختہ یقین تھا، اس لئے اس نے جلسے میں برملا کہا کہ پاکستان تو مل جائے گا اب ہمیں بعد کی فکر کرنی چاہئے۔ لوگوں نے حیران ہوکر پوچھا ''آپ کو اس قدر پختہ یقین کیسے ہے کہ پاکستان مل جائے گا'' اس نے جواب دیا: ''میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہے اور مجھے پاکستان بننے کی بشارت دی گئی ہے''۔

اس درویش صفت اور سچے عاشق رسول ﷺ کا نام مولانا فضل الحسن حسرؔت موہانی تھا۔ انہوں نے اپنے دیس کی آزادی کے لئے قید و بند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں مشقت کے علاوہ فرصت کے جو لمحے ملتے وہ شعر کہنے میں گزار دیتے۔ اسی زمانے میں انہوں نے ایک شعر کہا جو بہت مشہور ہوا:

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشہ ہے حسرؔت کی طبیعت بھی

اس مشکل وقت میں وہ مشق سخن کے علاوہ دین کی باتوں پر بھی پوری طرح عمل پیرا رہے۔ ادھورے کپڑوں میں بھی پانچوں وقت نماز پڑھتے اور ہر وقت اللہ کی یاد میں مگن رہتے۔ ماہ رمضان آیا تو پورے روزے رکھے۔ اس کا حال وہ اپنے ایک شعر میں بیان کرتے ہیں۔

کٹ گیا قید میں ماہ رمضان بھی حسرؔت
گرچہ سامان سحر کا تھا نہ افطاری کا

جب بھارتی حکومت نے اردو کی جگہ ہندی کو ملک بھر میں سرکاری زبان بنایا تو مولانا حسرت موہانی نے اس فیصلے کی سخت مخالفت کی۔ انہوں نے پارلیمان میں بڑی پرجوش تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ ''اگر تم اردو زبان کو اس کا حق نہیں دیتے تو میں مقدمہ اقوام متحدہ میں لے جاؤں گا'' اردو زبان کے علاوہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت میں سینہ سپر رہے۔ یہاں تک کہ 13 مئی 1951ء کو یہ عاشق رسول ﷺ، اللہ کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔ اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے اور اُن کی لحد پہ مغفرت کے پھول برسائے۔

محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی

ہزاروں طلبہ کا مجمع تھا امام شافعیؒ درس قرآن میں منہمک تھے کہ ایک جانب سے ایک نحیف و نزار شخص آتا نظر آیا۔ امام صاحب خاموش ہوگئے اور اُن کے استقبال کے لئے بڑھے۔ جوں ہی وہ قریب آئے تو معانقہ فرمایا، تقریر بند کردی اور اُن کی طرف ہمہ تن متوجہ رہے۔ پھر جب وہ رخصت ہوئے تو امام صاحب نے اپنا سلسلہ تقریر پھر سے جوڑ دیا۔ طلبہ نے حیرت سے پوچھا: حضرت! یہ کوئی بہت بڑے مفسر ہیں؟ فرمایا: ''نہیں''۔۔۔ پوچھا یہ محدث ہیں؟ فرمایا: ''نہیں'' طلبہ بصورتِ سوال تھے کہ پھر اس قدر عزت و پذیرائی کیوں؟ امام صاحب نے اُن کے دل کی بات پالی اور فرمایا: ''میں قرآن کو اِس بزرگ سے زیادہ جانتا ہوں لیکن یہ صاحب قرآن (حضرت محمد ﷺ) سے مجھ سے زیادہ واقف ہیں''۔

محبت کی نشانی

یہ 1824ء کی بات ہے کہ ہند میں مرزا قتیل فارسی کا ایک مشہور شاعر گزرا ہے۔ اس کے اکثر اشعار میں تصوف کا رنگ جھلکتا تھا۔ ایران کے ایک شخص نے اس کے اشعار دیکھ کر خیال کیا کہ یہ کوئی بڑا بزرگ شخص ہے۔ وہ زیارت کے لئے ایران سے چل کر اس کے پاس ہندوستان پہنچا۔

اتفاقاً مرزا قتیل حجامت بنوا رہا تھا، حجام اس کی داڑھی مونڈھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس شخص کے دل کو بڑی ٹھیس لگی، وہ حیران ہوکر بولا ''آغا! ریش می تراشی؟'' (آقا! داڑھی چھیل رہے ہیں آپ؟) مرزا نے جواب دیا:

بلے ریش مے تراشم۔۔۔ ولے دلے کسے رانمی خراشم

''ہاں میں داڑھی ضرور مونڈھ رہا ہوں لیکن کسی کا دل تو نہیں دکھا رہا''۔ وہ شخص بولا

''آرے دلِ رسول ﷺ اللہ مے تراشی''

''ہاں ہاں! تم رسول اللہ ﷺ کے دل کو تو ضرور دکھا رہے ہو''۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ یہ الفاظ تیروسناں کی طرح مرزا کے دل میں پیوست ہوگئے۔ مرزا قتیل واقعی قتیل ہوگئے، وہ آہ بھر کر بیہوش ہوگئے، جب ہوش آیا تو بولے:

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی
مرا بہ جان جاں ہمراز کردی

''اللہ تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے میری آنکھ کھول دی اور میرا تعلق میرے محبوب سے جوڑ دیا''۔

وہ شخص بولا ''تو رسول اللہ ﷺ کی محبت کا اظہار بھی کرتا ہے اور ان کی نافرمانی بھی کرتا ہے۔ میری جان کی قسم! تیرا یہ فعل بڑا ہی عجیب ہے۔ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تُو اُن کی اطاعت کرتا، اس لئے کہ ہر محبّ اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

کوئی تصویر نہ ابھری تری تصویر کے بعد
ذہن خالی ہی رہا کاسۂ سائل کی طرح

انسان کو رہتی ہے محبت کی زباں یاد

غزوۂ حنین و طائف کا معرکہ فتح پر منتج ہوا تو حضور ﷺ نے مکہ کے نومسلم رؤس مکہ کو مال غنیمت سے نواز دیا اور غنیمت میں ہاتھ آئے ہوئے مویشی سب کے سب ان ہی نومسلموں میں بانٹ دیئے۔ انصار مدینہ کو یہ بات گراں گزری اور چند زبانیں شکوہ سنج ہوئیں کہ جنگ کی سختیاں اور صعوبتیں تو ہم جھیلیں مگر جب تقسیم غنیمت کا وقت ہو تو رسول اللہ ﷺ اپنے قبیلہ قریش کا لحاظ کریں اور انصار کو نظر انداز کردیں۔

حضور ﷺ کی حسن سماعت تک یہ تبصرے پہنچے تو آپ نے انصار کو جمع فرمایا۔ پہلے ان برکتوں کو شمار کرایا جو اسلام کے دست عطا سے انصار کے ہاتھ لگیں پھر فرمایا کہ ''ہاں تم بھی کہہ سکتے ہو کہ جب آپ بے یارو مددگار آئے تھے تو ہم نے مدد کی، آپ کا ساتھ دیا، ہمرکاب رہ کر جنگ کی۔ تم اگر یہ کہو تو سچ کہو گے۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے صرف ایک جملہ فرمایا مگر وہ جملہ ایسا تھا جس نے انصار کے جذبات میں تلاطم پیدا کردیا۔ آپ ﷺ نے نہایت رقت آمیز لہجے میں فرمایا: ''گروہ انصار! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ تو اونٹ اور بھیڑ بکریاں لے جائیں اور تم محمد ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ یہ جملہ سننا تھا کہ انصار کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ روتے روتے آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں اور وہ پکار اٹھے: آقا ﷺ ہمیں صرف آپ ﷺ ہی درکار ہیں۔

؎ کلام خلق محمد ﷺ کا دیکھئے اعجاز
ہے لفظ لفظ محبت سمن سمن خوشبو

اعتباہ! یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض نادان دوست اپنے ذاتی کاروبار میں تحریک اور قائد تحریک کا حوالہ دیکر لوگوں کو راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے تمام لوگ دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں۔ نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔ (ادارہ)

محمد ﷺ ملے گھر کا گھر بیچتا ہوں

1860ء کی دہائی میں جب یوپی کے انگریز گورنر سرولیم مور نے لائف آف محمد ﷺ لکھی تو اس میں بہت سی قابل اعتراض اور من گھڑت باتیں شامل تھیں۔ ہندوستان بھر سے اس کتاب کے سوقیانہ پن کا جواب دینے کے لئے صرف ایک عاشق رسول اٹھا۔ اسے آج صاحب نظر مسلمان سرسید احمد خان کے نام نامی سے یاد کرتے ہیں۔ کتنی جگر خراش اور اندوہ گیں بات ہے کہ سرسید کو ولیم میور کی کتاب کا شافی جواب دینے کے لئے برصغیر میں مطلوبہ کتابیں دستیاب نہ ہوسکیں۔ چنانچہ انہیں گھر کا سامان بیچ کر انگلستان آنا پڑا۔ وہاں لائبریریوں میں شب و روز محنت کرکے آپ نے ایسا زبردست جوابی شاہکار لکھا کہ ولیم میور کی زبان گنگ ہوکر رہ گئی۔

یہ سوچ کر آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ برصغیر کے عظیم دانشور کو مطلوبہ کتب کی تلاش میں برطانیہ آنا پڑا اور وہ بھی سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت پاک پر ریسرچ کرنے کے لئے۔ یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ ملک کے بیس کروڑ مسلمانوں میں بڑے بڑے نواب، جاگیردار اور رئیس موجود تھے لیکن سرسید جیسے عاشق رسول کو اپنے اس مقدس مشن کے لئے گھر کے برتن تک بیچنے پڑے، تعاون کرنے کی بجائے بعض اپنوں نے ہی انہیں طعنے دیئے۔ سرسید یہ کہہ کر خاموش ہوگئے کہ ''میرے لئے یہ اعزاز ہی کافی ہے کہ آخرت میں فرشتے اعلان کریں کہ یہ ہے وہ سید احمد خاں جو اپنے نانا کی عزت و ناموس پر کنگال ہوگیا''۔ فی الواقعی اس گئی گزری حالت میں امت مسلمہ کے پاس کچھ سرمایہ اگر بچا ہے تو وہ عشق ﷺ رسول ہے۔

مرا ایماں تری ذات سے اظہارِ محبت

علامہ اقبالؒ حضور نبی کریم ﷺ کو ہر شعبہ زندگی میں مرکز و محور سمجھتے ہیں۔ جس طرح اس کائنات رنگ و بو کی بنا اُن سے ہے، اسی طرح جہانِ تگ و تاز میں جو بھی عمل صالح ہورہا ہے نبی پاک ﷺ کے عطائے کرم سے ہورہا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال سے نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمال بے نقاب

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ''کوئی عمل چاہے کتنا ہی خلوص نیت سے کیا جائے اُس کی قبولیت کی سند نہیں جب تک کہ اُس کا تعلق میرے آقا دو جہاں ﷺ سے نہ ہو''۔

کسی نے پوچھا علامہ صاحب! آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ ہمارا نظریہ تو یہ ہے کہ جب نماز پڑھنی ہے تو پھر پڑھنی چاہیے۔ یہ دین کا ستون ہے اگر چھوڑی تو کفر وارد ہوجائے گا۔ یہ فحاشی سے بچاتی ہے، یہ مومن کی معراج ہے جبکہ علامہ اقبالؒ یہ فرماتے ہیں کہ

''میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ شاید میرے کسی سجدہ سے میرے نبی پاک ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے''۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

شیخ الاسلام کے مرتب کردہ

فروغ امن اور انسداد دہشت گردی کے امن نصاب کی لندن میں تقریب رونمائی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری گذشتہ تیس سال سے انتہا پسندی ،تنگ نظری اور فرقہ واریت کے خلاف علمی وفکری جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔ دہشتگردی و انتہا پسندی کے خلاف آپ کے تاریخی فتوی کا ایک عالم معترف ہے۔ علاوہ ازیں انتہا پسندانہ تصورات ونظریات کے خلاف اور اسلام کے محبت ،امن،رواداری اور عدم تشدد کی تعلیمات پر مبنی شیخ الاسلام کی 100 کے قریب کتب منظرعام پر آچکی ہیں۔ حال ہی میں معاشرے سے انتہاپسندی اور تنگ نظری کے عفریت کے ہمیشہ کے لئے خاتمہ اور معاشرہ کو امن وسلامتی تحمل وبرداشت،رواداری اور ہم آہنگی کا گھوارہ بنانے کی غرض سے شیخ الاسلام نے درج ذیل طبقات زندگی کے لئے ''قومی نصاب برائے فروغ امن و انسداد دہشت گردی'' مرتب کیا ہے:

۱۔فوج ۲۔اساتذہ ۳۔ائمہ وخطباء ۴۔طلباء ۵۔وکلاء وججز ۶۔صحافی

ان کورسز کے تشکیل دینے کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کوعملی طور پر اتنا تیار کردیا جائے کہ وہ کسی بھی سطح پر انتہاپسندانہ نظریات وتصورات سے نہ صرف خود محفوظ رہیں بلکہ اپنے حلقہ میں اسلام کے امن، محبت اور برداشت پر مبنی افکار وکردارکو عام کرسکیں۔

دہشت گردی، انتہا پسندی کے خاتمے، امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے مرتب کیے گئے امن نصاب کی تقریب رونمائی 23 جون کو ویسٹ منسٹر ہال لندن میں ہوئی۔۔تقریب میں برطانیہ کے پارلیمنٹریز، سیاسی وسماجی تنظیموں کے رہنماء ، قانون نافذ کرنے والے اداروں، پالیسی ساز اداروں، کالجوں اور یونیورسٹی کے نمائندگان، انٹرفیتھ ریلیشنز کے راہنماؤں ، عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کی یورپی تنظیموں کے عہدیداران اور پاکستانی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات نے شرکت کی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس تقریب سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

''دہشت گردی اور انتہا پسندی ایک عالمی برائی ہے، اسے صرف بندوق کے زور پر ختم نہیں کیا جا سکتا، اس کیلئے نوجوان نسل کی فکری اصلاح اور ہر سطح پر پڑھائے جانیوالے نصاب کی ایک ایک سطر پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے پرعزم، دردمند اور محبّ وطن قیادت کی ضرورت ہے۔ پاکستان عوامی تحریک اور منہاج

القرآن انٹرنیشنل دہشت گردی کے خاتمے اور عالمی امن کے پائیدار قیام کیلئے ہر سطح پر جدوجہد کر رہی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف 600 صفحات پر مشتمل فتویٰ کے بعد امن نصاب کی تیاری اسی جدوجہد کا حصہ ہے۔

فروغ امن اور انسانیت کو قتل و غارت گری سے بچانے کے لیے میں نے چند سال قبل چھ سو صفحات پر مشتمل جامع تحریری فتویٰ جاری کیا تھا، مگر اس کے بعد عالمی برادری سمیت تمام اسلامی ممالک نے کبھی کوشش نہیں کی کہ نوجوانوں کو ایسا جامع نصاب مہیا کیا جائے جس کے ذریعے وہ نام نہاد جہادیوں کے فکری حملوں سے محفوظ ہوسکیں۔ نصاب مدرسہ کا ہو یا سکول کا۔۔۔ کالج کا یا یونیورسٹی کا۔۔۔ افسوس کسی سطح کے نصاب میں امن نام کا کوئی باب شامل نہیں ہے۔ جہاد کیا ہے اور فساد کیا ہے؟ اس پر بھی کوئی وضاحت نہیں ہے۔۔۔ انسانیت سے محبت، عدم تشدد، اور برداشت پر کوئی باب نہیں ہے۔۔۔ جھگڑے اختلافات ہوں تو پر امن طریقے سے حل کیسے کریں؟ اس پر کوئی باب نہیں ہے۔۔۔ اسی طرح غیر مسلموں کے حقوق پر کوئی باب نہیں ہے۔۔۔ قتل و غارت گری اور دہشتگردی کی مذمت پر کوئی باب نہیں ہے۔۔۔

لہذا اسی ضرورت کے پیش نظر میں نے 25 کتابوں پر مشتمل امن نصاب کو انگلش، اردو اور عربی زبانوں میں تشکیل دیا ہے۔ یہ نصاب اس قدر جامع اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہے کہ دنیا بھر کی علمی درسگاہوں میں اس نصاب کو نافذ کر کے نوجوان نسل کو نام نہاد جہادیوں کے حملوں کے خلاف علمی اسلحہ فراہم کیا جاسکتا ہے۔

ISIS اور اس نوع کی دیگر تنظیمیں دہشتگرد اور خارجی ہیں ان کی تعلیمات کا اسلام اور قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔ بے گناہ انسانوں کا خون بہانا اسلام اور قرآن کے بنیادی نظریہ کے خلاف ہے۔ جہاد کے نام پر فساد کرنے والوں اور نوجوانوں کی برین واشنگ کرنے والوں کے خلاف پوری قوت سے ٹکرانے کا وقت آ گیا ہے۔ ایسے دہشتگرد اور بے دین عناصر اسلام اور امت مسلمہ کو کمزور کر رہے ہیں جبکہ حقیقت میں اسلام امن اور محبت کا دین ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ’’ایک وقت آئے گا کہ نوجوان اور کم عمر احمق، اسلام اور میری سنت کا حوالہ دیکر شر انگیزی کرینگے، معصوم لوگوں کا خون بہائیں گے، غلبہ حق کی بات کرینگے لیکن ان کا اسلام اور سنت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہ قابل گردن زدنی ہونگے، اس فتنے کو پوری طاقت سے کچل دینا‘‘۔ دہشتگرد تنظیمیں نوجوانوں کی برین واشنگ کررہی ہیں، انہیں گمراہ کررہی ہیں۔ میں اپنے اسلامی بچوں، بچیوں، طالبعلموں سے کہوں گا اس فتنے سے دور رہیں۔ ایسی دہشتگرد تنظیموں کیلئے اپنا ملک، اپنے والدین اور اپنی شناخت کو ترک مت کریں۔ یہ تنظیمیں جہالت اور گمراہی کے راستے پر ہیں۔ ایسے دہشتگرد گروپس ان ممالک اور معاشروں میں آسانی سے پروان چڑھتے ہیں جہاں سیاسی و معاشی عدم استحکام ہو، ناانصافی اور استحصال ہو۔

جہاد کے نام پر بے گناہوں کا خون بہانے والے دہشتگرد اسلام کو بدنام اور امت مسلمہ کو کمزور اور تقسیم کررہے ہیں۔ اپنے نفس کے خلاف لڑنے اور حیوانی خواہشات پر غلبہ پانے کو افضل جہاد کہا گیا ہے۔ جہاد کیلئے یا دفاع کیلئے ہتھیار اٹھانے کی اجازت دینا صرف قانونی وجود رکھنے والی ریاست کا اختیار اور استحقاق ہے۔ کسی سنگل فرد یا نامعلوم تنظیم کو ہتھیار اٹھانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ یہ تعلیم قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ہے اور دین اسلام میں ان سے بڑی اتھارٹیز اور کوئی نہیں۔

اسلام تو ایک بے گناہ کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تعبیر کرتا ہے۔ اسلام امن، برداشت، بھائی چارہ کا دین ہے۔ امن اور برداشت کے مظاہرے کی مثال فتح مکہ کے واقعات ہیں۔ امن اور برداشت کے مظاہرے کی ایسی مثال پوری انسانی تاریخ سے نہیں ملے گی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر امن اور تحفظ مانگنے والے دشمنان اسلام کو امن اور تحفظ دیا اور اپنے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ جو نہ لڑے اس سے نہ لڑو، جو مزاحمت نہ کرے اسے قتل مت کرو۔

آج عراق، شام، افغانستان میں بہت سارے دہشتگرد گروپ معصوم بچوں، بچیوں، خواتین کو ورغلا رہے ہیں، شرانگیزی کررہے ہیں، ان کا نہ کوئی دین ہے نہ کوئی وطن اور نہ کوئی قانونی شناخت، یہ ایک خاص مائنڈ سیٹ ہے۔ یہ نام بدل بدل کر حملہ آور ہورہے ہیں لیکن ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام نے اپنی زندگی اور بعدازاں صحابہ کرام نے بھی وقتاً فوقتاً ایسے خوارج کے خلاف تلوار اٹھائی اور سختی سے اس فتنہ کو رد کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ تقریباً 700 برطانوی شام اور عراق جاچکے ہیں۔ چند دن قبل شمالی انگلینڈ کے ایک 17 سالہ لڑکے نے عراق میں داعش کی جانب سے خودکش حملہ کیا جبکہ تین برٹش پاکستانی بہنیں اپنے نو بچوں کے ساتھ شام جاچکی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انٹرنیٹ پر اور برطانوی اور دیگر معاشروں میں نوجوانوں کے انتہا پسند بننے کا مسئلہ کس قدر شدت کے ساتھ موجود ہے، اس مسئلے کو اسلام کی درست تعلیمات کے فروغ ہی سے شکست دی جاسکتی ہے۔ داعش جیسے گروپوں کی ریکروٹنگ کو جوابی امن مہم سے روکنا ہوگا۔ داعش یا کسی دوسرے دہشت گرد انتہا پسند گروپ کی سرگرمیاں خواہ خدا کے نام پر ہوتی ہوں یا مذہب کے نام پر یا تشدد سے کسی بھی قسم کی اسلامی ریاست کے قیام کے ذریعے، دہشت گردی کی یہ تمام سرگرمیاں قرآن اور اسلام کی تعلیمات کے صریحاً خلاف ہیں۔ یہ لوگ اپنے ایجنڈے کے مطابق اسلامی تعلیمات کو مسخ کررہے ہیں، اس لئے انہیں ہر حال میں شکست دینا ہوگی۔ ان گمراہ لوگوں میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے نوجوان اپنے عیش و آرام کی زندگی کو اس لئے چھوڑ رہے ہیں، کیونکہ ان کے سامنے اسلام کی حقیقی تعلیمات پیش نہیں کی گئیں''۔

اس تقریب رونمائی سے سعیدہ وارثی، خالد محمود (MP)، ڈاکٹر کرامت چیمہ، علامہ نثار بیگ قادری، بریگیڈیئر پال ہارکنز، بیرسٹر فیض الاقطاب، شیخ محمد سعید، قاری محمد عاصم MBE، ڈاکٹر اقتدار چیمہ، عاصم رشید اور ڈاکٹر زاہد اقبال نے اظہار خیال کرتے ہوئے اس امن نصاب کو سراہا اور اسے وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے مرتب کردہ اس امن نصاب کو برطانیہ بھر میں خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ بی بی سی، CNN سمیت تمام عالمی میڈیا نے اسے ایک اہم تقریب کے طور پر نشر کیا اور فروغ امن کے لئے اسے اہم ترین قدم قرار دیا۔ اس امن نصاب کی برطانیہ کے سینکڑوں امام مساجد اور مسلم تنظیمیں توثیق کرچکی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی علماء اور والدین اپنی ذمے داری کا احساس کریں اور اپنے بچوں کو انتہاء پسندی اور دہشت گردی کے خلاف جوابی دلائل سے روشناس کرائیں، جس کی تفصیل اس امن نصاب میں شامل ہے تاکہ مسلم نوجوانوں کو دہشت گردوں اور انتہاء پسندوں کے آلہ کار بننے کے عمل کو روکا جاسکے۔

شہداء انقلاب کے ورثاء محترم حضرت پیر السید محمود محی الدین الگیلانی اور شیخ الاسلام سے ''تمغۂ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ'' وصول کر رہے ہیں

شیخ الاسلام کے مرتب کردہ امن نصاب کی لندن میں تقریب رونمائی

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
Regd CPL No.41

Aghosh Grammar School

Playgroup to Matric

ADMISSION OPEN

- State of the Art Building
- Activity Based Learning
- Purpose-Built Institution
- Boarding House Facility
- Highly Qualified and Trained Staff

Visit us at:

Aghosh Complex
Shah-e-Jelani Road,
Township, Lahore.

Free Computer & English Spoken Course for Student and one Family Member

042-35116787, 35116790-1   www.aghosh.net